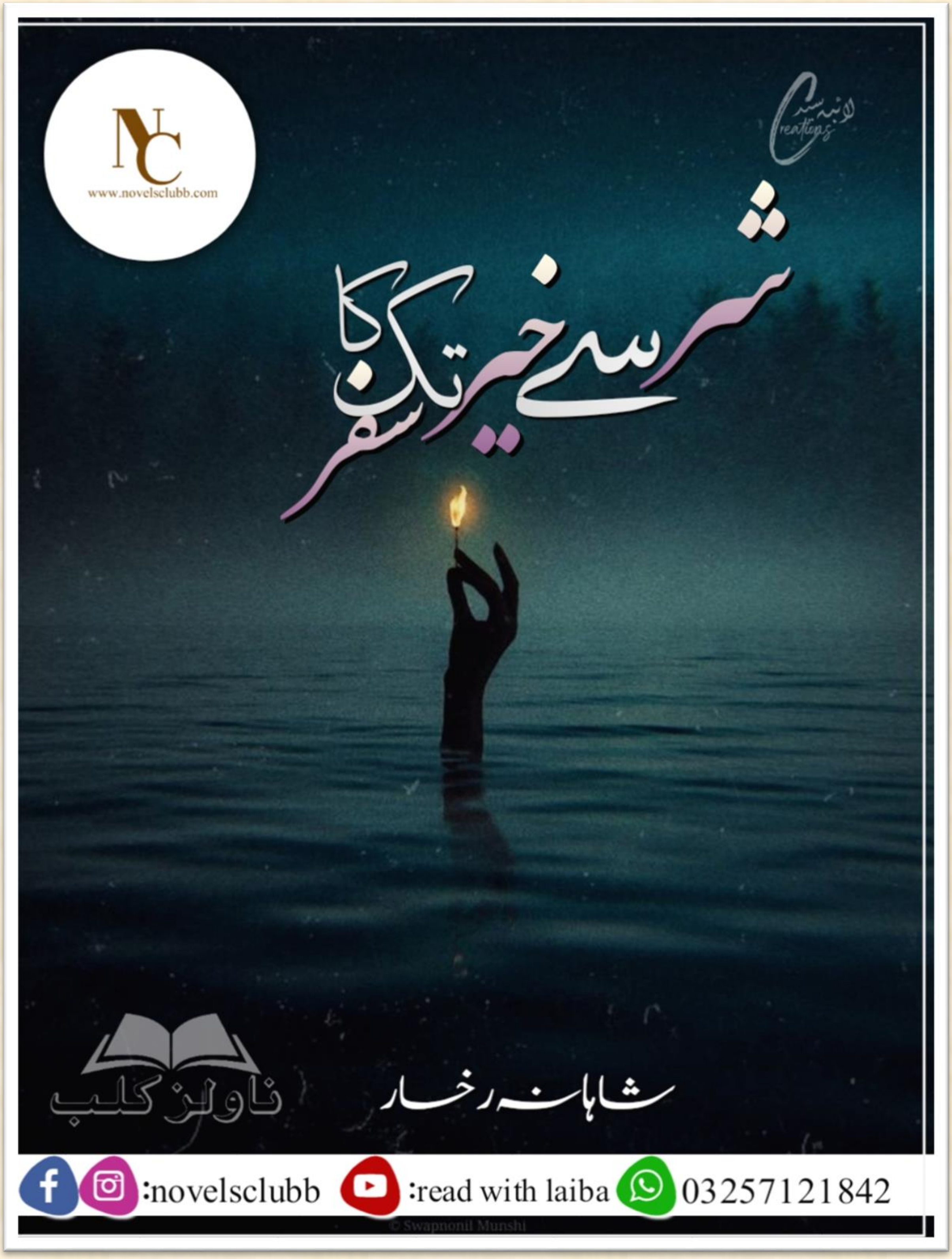
www.novelsclubb.com
شر سے خیر تک کا سفر
ناولز کلب
شاہانہ رخسار
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

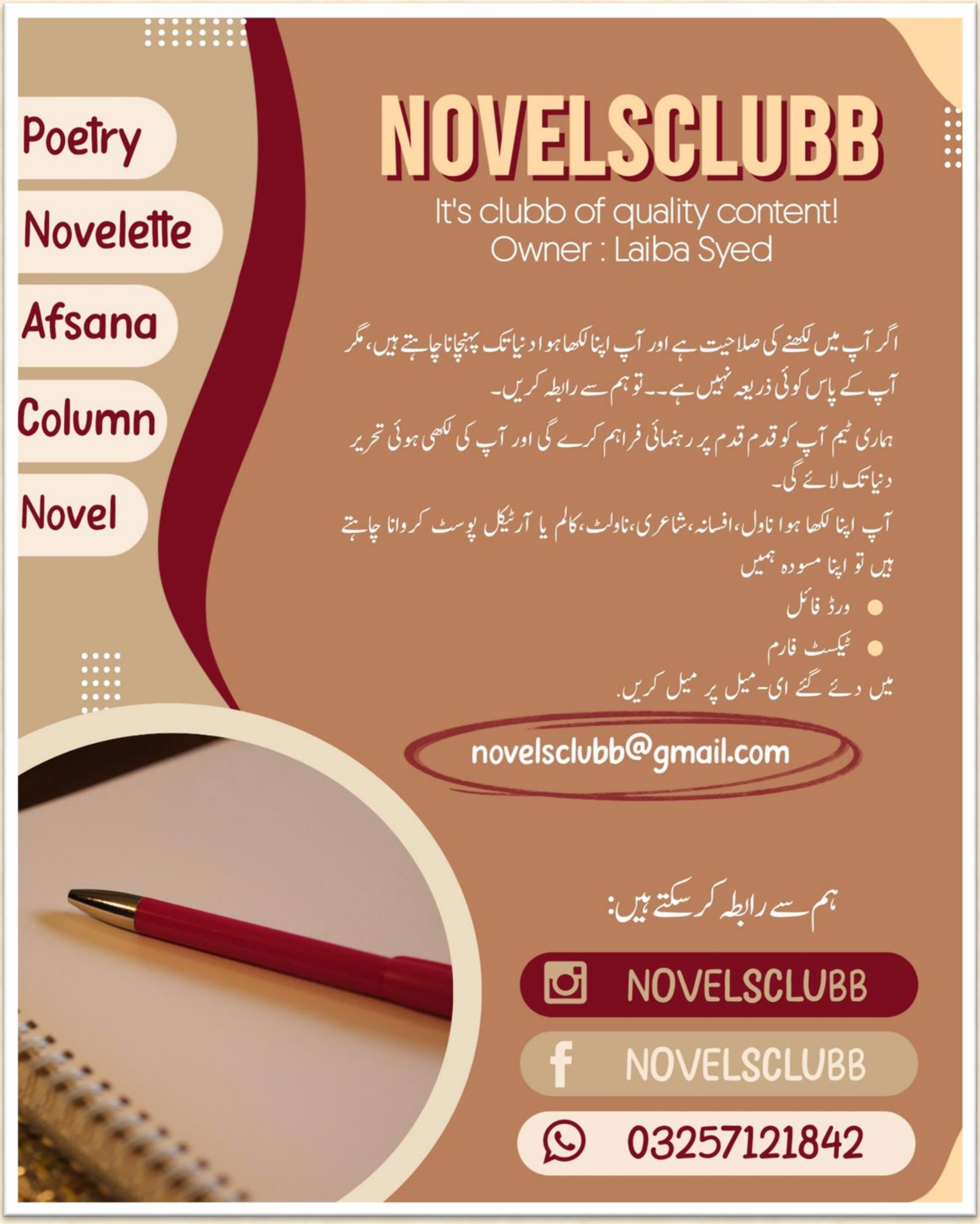

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

شر سے خیر تک کا سفر

از قلم

شاہانہ رخسار

Clubb of Quality Content!

انتساب

اُس لڑکی کے نام

جو اپنے گناہوں پر نادم ہوئی،

جس نے اپنی غلطیوں کو پہچانا،

اور پھر شر سے خیر تک کا سفر اختیار کیا۔

جس نے اللہ کی طرف لوٹنے کا راستہ چنا

اور توبہ کے آنسوؤں میں سکون تلاش کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیش لفظ

کیا تم نے کبھی اُس لڑکی کو دیکھا ہے،

جو ہمیشہ سفید لباس پہنا کرتی تھی؟

وہ کہتی تھی کہ سفید رنگ اسے اس کی حقیقت یاد دلاتا ہے،

اُسے یاد دلاتا ہے کہ ایک دن اسے بھی اسی سفید کفن میں اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا تم اُس لڑکی کو جانتے ہو،

جس کی آنکھوں میں اکثر ایک عجیب سی تھکن نظر آتی تھی؟

وہ ہنستی بھی تھی، باتیں بھی کرتی تھی، مگر کبھی کبھی آہستہ سے کہہ دیتی تھی،

"میری روح تھک گئی ہے، مجھے سکون چاہیے"۔

کیا تم اُس لڑکی کو پہچانتے ہو،

جو کبھی اپنی ہی غلطیوں کے بوجھ تلے دب گئی تھی؟

جس نے اپنی نادانیوں کی قیمت آنسوؤں سے ادا کی، مگر پھر ایک دن اپنے رب کے در پر آ کر ٹوٹ کر رو پڑی۔

وہ لڑکی، جس نے گناہوں کی دھند سے نکل کر توبہ کی روشنی کا راستہ چنا۔

اور کیا تم جانتے ہو، کہ اللہ اپنے بندوں کی سچی توبہ کو کبھی رد نہیں کرتا؟

یہ کہانی بھی ایک ایسی ہی لڑکی کی ہے، جس کی روح سکون کی تلاش میں بھٹکتی رہی۔ مگر جب اس نے سچے دل سے اپنے رب کو پکارا، تو اس کی دعائیں آسمان تک پہنچ گئیں۔

اللہ نے اس کی وہ خواہش بھی قبول کر لی، جو شاید بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

یہ صرف ایک کہانی نہیں، یہ ایک سفر ہے۔

شر سے خیر تک کا سفر،

گناہ سے توبہ تک کا سفر،

اور بے سکونی سے سکون تک کا سفر۔

اگر تم دل سے پڑھو گے، تو شاید تمہیں اس لڑکی میں کہیں نہ کہیں اپنی جھلک بھی نظر آ جائے۔۔

اب یہ ناول آپ کے سپرد ہے۔امید ہے آپ اس کہانی میں چھپے احساسات، سبق اور پیغام کو محسوس کر سکیں گے۔

اگر اس داستان کا کوئی حصہ آپ کے دل کو چھو جائے، یا آپ کو اپنے رب کی طرف لوٹنے کا احساس دلائے،

تو یہی اس تحریر کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیے گا۔

جزاک اللہ خیر۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اندھیروں سے تھی دوستی، روشنی سے خوف تھا

دل اپنے ہی گناہوں کے حصاروں میں قید تھا

پھر اک صدا نے چھوا مجھے سکوت کے پار سے

یوں شر سے خیر تک کا میرا پہلا سفر ہوا

گھر کے ایک کمرے میں مدھم سی روشنی جل رہی تھی۔اسی نرم روشنی میں ایک وجود جائے نماز پر سجدے کی حالت میں تھا۔پیشانی زمین سے لگی ہوئی، جیسے بندہ اپنے رب کے حضور آخری بار جھک گیا ہو۔کمرے میں ایسی خاموشی تھی جیسے وقت خود سانس روکے کھڑا ہو۔

کافی دیر بیت گئی۔

باہر سے ماں کی محبت بھری آواز آئی،

"بیٹا"۔؟

کوئی جواب نہ آیا۔

وہ یہی سمجھتی رہی کہ عبادت میں محو ہو گی۔ مگر جب خاموشی نے دل پر دستک دی تو وہ آہستہ قدموں سے اندر آئی۔ قریب بیٹھی، نرمی سے کندھا ہلایا۔

اگلے ہی لمحے جسم بے جان سا ایک طرف ڈھلک گیا۔

ایک پل کو فضا سن ہو گئی۔

پھر ماں کے حلق سے نکلی چیخ نے سکوت کو چیر دیا۔

وہ چیخ دیواروں سے ٹکرا کر صحن، دروازے اور آنگن میں بکھر گئی۔ لوگ بھاگتے ہوئے اندر آئے، کوئی پانی لایا، کوئی کلمہ پڑھنے لگا، کوئی نام لے کر پکارنے لگا۔

مگر چہرے پر عجیب سا سکون پھیلا ہوا تھا۔

جیسے دنیا کی تھکن ختم ہو چکی ہو۔

یوں محسوس ہوتا تھا

وہ سجدے سے گری نہیں،،

بلکہ سجدے ہی سے بلند کر لی گئی ہو۔۔

Clubb of Quality Content

ملتان کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں زندگی شہر کی تیزی سے بہت دور، آہستہ اور سکون سے بہتی تھی۔ مٹی کی تنگ گلیاں، جن کے دونوں طرف سادہ سے کچے پکے گھر تھے، اپنے اندر ایک اپنائیت سموئے ہوئے تھے۔ شام ڈھلتے ہی چولہوں سے اٹھتی روٹی کی خوشبو، بچوں کی ہنسی اور مسجد سے آتی اذان کی آواز پورے ماحول کو روحانی سا بنا دیتی۔ اسی گاؤں کے ایک گھر میں آج غیر معمولی رونق تھی، کیونکہ وہاں شادی کا سماں تھا۔

وہ گھر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ صحن میں رنگ برنگی لائٹیں لگی تھیں، عورتوں کی ہنسی، برتنوں کی آوازیں اور مہندی کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ سب رشتہ دار ایک ہی چھت تلے جمع تھے، کوئی دلہن کے کپڑے سنبھال رہا تھا، کوئی مہمانوں کو چائے دے رہا تھا، تو کوئی رخصتی کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ رات گہری ہو رہی تھی مگر گھر کی رونق کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"شفا ادھر آؤ، یہ سامان لے جا کر اندر والے کمرے میں رکھ دو"۔

"جی امی، رکھ آتی ہوں"۔

شفا ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سامان اٹھائے اندر کی طرف بڑھی۔ وہ خوبصورت سے لباس میں سجی ہوئی تھی، اس کی بڑی چمکتی آنکھیں، لمبے سیاہ بال اور نرم سا چہرہ اسے اور بھی دلکش بنا رہے تھے۔ آج وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ کمرے میں جا کر اس نے سامان رکھا ہی تھا کہ پیچھے سے اس کی کزن بھی آ گئی۔

"ارے شفا، چلو جلدی آؤ، پھوپو کی رخصتی کا وقت ہو گیا ہے"۔

"ہاں چلو یار، آ رہی ہوں"۔

دونوں جلدی سے باہر آئیں تو صحن میں سب رخصتی کے گرد جمع تھے۔ کوئی دلہن کو گلے لگا کر رو رہا تھا، کوئی دعائیں دے رہا تھا، اور کوئی آنسو چھپاتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ ماحول میں اداسی بھی تھی اور محبت بھی، جیسے ہر دل اپنی دعا دلہن کے ساتھ رخصت کر رہا ہو۔ شفا خاموشی سے ایک طرف کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی، اس کی آنکھوں میں بھی نمی سی اتر آئی تھی، مگر لبوں پر دعا تھی۔۔

رخصتی ہو چکی تھی۔ گھر کی ہلچل اب تھکن میں بدل رہی تھی۔ مہمان اپنے کمروں میں جا چکے تھے، برتنوں کی آوازیں بھی مدھم پڑ گئی تھیں، اور صحن کی روشنیاں جیسے آہستہ آہستہ سکون میں ڈوب رہی تھیں۔

ایک کمرے میں چار وجود اکٹھے تھے۔ باپ، ماں، دونوں بیٹیاں،، سب اپنے بستر کے گرد سمٹے ہوئے۔ سردی سے بچنے کو سب نے اپنے اوپر چادر کھینچ لی تھی۔

چادر ٹھیک کرتے ہوئے شفا نے آہستہ سے کہا،

"ابو،، ہم کب امیر ہوں گے؟ کب وہ دن آئے گا جب میرا بھی الگ کمرہ ہو گا،، بڑا سا گھر،، اور گاڑی بھی"؟

باپ نے مسکرا کر بیٹی کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں نہ مایوسی تھی نہ شکوہ، بس ایک خاموش دعا سی تھی۔

وہ نرم لہجے میں بولا،

"ارے بیٹا، ہمارے پاس سب کچھ تو ہے۔ ایک دوسرے کا ساتھ ہے، سکون ہے۔ باقی جو ہو گا، اللہ بہتر کرے گا"۔

ماں بھی یہ باتیں سن کر ہلکی سی مسکرا دی۔ جیسے اس نے فقر میں بھی شکر کی خوشبو سمیٹ رکھی ہو۔

سات سالہ چھوٹی بہن حیا فوراً بول اٹھی،

"میرا بھی الگ کمرہ ہوگا نا، آپی"؟

وہ ہنس دی، اس کے بال سہلاتے ہوئے بولی،

"بالکل ہوگا،، میری پیاری بہن کا سب سے خوبصورت کمرہ ہوگا"۔

چھوٹی بہن خوشی سے اس کے گلے لگ گئی۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹی رہیں، اور کچھ ہی دیر میں نیند نے انہیں اپنے نرم حصار میں لے لیا۔

وہ دونوں خوابوں کی دنیا میں جا چکی تھیں۔

جہاں نہ تنگ کمرے تھے، نہ کمی کا احساس۔۔

صرف امید تھی، اور روشن صبحوں کے وعدے۔۔۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ ہی دنوں میں گھر کی رونقیں سمٹ کر پھر معمول کی زندگی میں ڈھل چکی تھیں۔ مہمان واپس جا چکے تھے، صحن میں اب وہی مانوس خاموشی تھی اور گھر میں صرف اپنے لوگ رہ گئے تھے۔ شفا روزانہ کی طرح کالج جانے لگی تھی۔ امتحانات قریب تھے، اس لیے دن رات کتابوں میں مگن رہتی۔ کون آ رہا ہے، کون جا رہا ہے، اسے کسی بات کی خبر نہ رہتی۔ بس ایک ہی فکر تھی۔ کامیابی کی۔

آخر وہ دن بھی آ گیا جب اس کے امتحانات ختم ہوئے۔ وہ خوشی خوشی گھر لوٹی اور آ کر ماں کی گود میں سر رکھ دیا۔

"امی، شکر ہے میرے امتحان اچھے ہو گئے۔ اب آپ میرا داخلہ شہر کے کالج میں کروا دیں، میں وہاں پڑھنا چاہتی ہوں"۔

ماں نے پیار سے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا،

"ارے بیٹا، وہاں رہو گی کہاں"؟

"امی، پھوپو کی شادی ابھی تو وہیں ہوئی ہے، میں اُن کے گھر رہ لوں گی"۔

ماں نے ہلکی سی جھجک کے ساتھ کہا،

"اچھا نہیں لگتا بیٹا، اُن کے اپنے گھر والے بھی ہیں،، چاہے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، پھر بھی"۔

وہ فوراً بولی،

"پھر میں ہاسٹل میں رہ لوں گی امی، آپ فکر نہ کریں"۔

اتنے میں صحن کے دروازے پر آہٹ ہوئی۔اس کے والد کام سے واپس آئے تھے۔ کپڑے مٹی اور کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے۔ابھی مستری کا کام ختم کر کے آئے تھے۔ماں جلدی سے نل چلا کر کھڑی ہو گئی، اور وہ ہاتھ منہ دھونے لگے۔ پھر وہ اس کے دوپٹے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے صحن میں رکھی چارپائی پر آبیٹھے۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی،

"ابو، دیکھنا،، جب میری نوکری لگ جائے گی نا، پھر آپ کو یہ سب کام نہیں کرنا پڑے گا۔ آپ کے لیے ملازم ہوں گے"۔

باپ نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا،

"بالکل بیٹا، ایسا ہی ہوگا۔ میری پیاری بیٹی ایک دن بہت بڑی آفیسر بنے گی"۔

اتنے میں دادی بھی آگئیں۔

"ارے شفا بیٹا، ذرا پانی تو پلا دو"۔

"جی اماں،،" کہہ کر وہ پانی لینے چلی گئی۔

دادی نے بیٹے کی طرف دیکھ کر کہا،

"رحمان پُتر، ایان کا تو پتہ کرو، نہ جانے کل سے کہاں غائب ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ آہستہ سے بولے،

"اماں، اس کی بیوی اسے چھوڑ کر چلی گئی ہے، گھر میں جوان بیٹی بھی ہے۔ بیچارا کرے بھی تو کیا۔ کمانے ہی گیا ہوگا کہیں"۔

یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنا بٹنوں والا پرانا موبائل نکالا اور نمبر ملایا۔ چند لمحوں بعد کال اٹھ گئی۔

"کہاں ہو میاں؟ گھر کب آنا ہے"؟

دوسری طرف سے آواز آئی،

"بھائی صاحب، رات تک آجاؤں گا۔ شہر میں کام مل گیا تھا، وہی کر رہا ہوں۔ ثنا ٹھیک ہے نا"؟

انہوں نے جواب دیا،

"ہاں، وہ ٹھیک ہے۔ اماں پوچھ رہی تھیں اس لیے فون کیا۔ اچھا، رات تک آجانا"۔

"جی بہتر"۔

کال بند ہو گئی۔

اتنے میں شفا پانی لے آئی اور دادی کے پاس بیٹھ گئی۔ پھر دھیرے سے بولی،

"دادی اماں،، میں بھی اب شہر میں ہی پڑھوں گی"۔

دادی نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا،

"کیوں نہیں بیٹا، ضرور پڑھو لکھو۔ اللہ پاک تمہیں کامیابی دے"۔

اسی لمحے اندر سے ماں کی آواز آئی،

"شفا، ذرا ادھر آنا"!

وہ "جی امی" کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے کی طرف چلی گئی۔

صحن میں پھر وہی شام اترنے لگی تھی۔

مگر اس شام میں اب ایک نیا خواب شامل ہو چکا تھا۔۔

رات دھیرے دھیرے گاؤں پر اتر آئی تھی۔ صحن میں ہلکی سی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، اور باورچی خانے میں چولہے کی آنچ کے ساتھ ماں بیٹی کی سرگوشیاں بھی جل رہی تھیں۔ شفا اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھی، کبھی روٹی پکڑاتی، کبھی برتن سنبھالتی۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے آہستہ سے کہا،

"امی، ایک بات پوچھوں"؟

ماں نے مسکرا کر پلٹا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں بیٹا، پوچھو"۔

"امی،، چچی، چچا کو چھوڑ کر کیوں چلی گئی"؟

ماں کے ہاتھ ایک لمحے کو رک گئے۔ پھر اس نے دھیمی سانس لے کر کہا،

"بیٹا، اُس میں صبر نہیں تھا،، اور نہ ہی وہ شکر گزار تھی"۔

شفا نے سوچ میں ڈوبی آواز میں کہا،

"امی، اتنے سال تو گزار لیے تھے ناانہوں نے،، اب بھی اپنی بیٹی کے لیے صبر کر لیتی"۔

ماں نے چولہے کی آنچ کم کرتے ہوئے جواب دیا،

"یہ دنیا کی چمک نا بیٹا، انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ پھر اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ اسی اندھے پن میں خوش رہتا ہے۔ مگر جب یہ پٹی اترتی ہے نا، تو انسان کہیں کا نہیں رہتا۔ تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے"۔

شفا نے ہلکی سی ضد کے ساتھ کہا،

"لیکن امی، چچی کی ضرورتیں تو پوری ہو رہی تھیں نا"؟

ماں نے سر ہلاتے ہوئے کہا،

"بیٹا، اسے ضرورت سے زیادہ کی خواہش تھی،، اسی لیے اپنا گھر اجاڑ بیٹھی۔ ورنہ ایان جیسا شوہر اسے کہیں نہیں ملے گا"۔

شفا کچھ لمحے خاموش رہی، پھر دھیرے سے بولی،

"امی،، جو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، کیا وہ واپس نہیں آتے"؟

ماں نے آٹے سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا،

"نہیں بیٹا،، وہ چھوڑنے کا فیصلہ تب کرتے ہیں جب ان کا دل بھر جاتا ہے، گھٹن حد سے بڑھ جاتی ہے۔ پھر وہ کیسے واپس آئیں گے"؟

شفا کی آواز نرم پڑ گئی،

"لیکن امی، میں چاہتی ہوں چچی واپس آجائیں،، اپنی بیٹی کے لیے۔ ثنا اپنی ماں کو یاد کر کے روتی رہتی ہے۔ مجھے اس کے لیے بہت برا لگتا ہے"۔

ماں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسے بھی صبر آ جائے گا بیٹا،، اللہ ہے نا سب دیکھنے والا"۔

اتنے میں ہنسی کی آواز کے ساتھ حیا اور رحمان صاحب باورچی خانے میں داخل ہوئے۔

"ارے واہ شازی! تمہارے ہاتھ کا ساگ تو واقعی مزہ دے جاتا ہے۔ کیا کمال بناتی ہو"!

شفا فوراً بول اٹھی،

"ابو، مرچیں میں نے ڈالی تھیں اس میں"!

رحمان صاحب ہنس پڑے،

"اچھا! میں بھی کہوں آج مرچیں اتنی مزے کی کیوں لگ رہی ہیں،، میری شہزادی بیٹی نے جو اپنے ہاتھوں سے ڈالی ہیں"!

تعریف سن کر شفا کے چہرے پر خوشی پھیل گئی۔ سب کچن میں بیٹھ گئے اور ہنستے مسکراتے کھانا کھانے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کھانا کھانے کے بعد سب چائے کا انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں دروازے پر آہٹ ہوئی۔

ایان شہر سے واپس آچکا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں اس کی بیٹی ثنا چارپائی پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے باپ کو دیکھا، فوراً کھڑی ہو گئی۔

"ابو،، آپ آ گئے"؟

وہ دوڑ کر اس کے گلے لگ گئی۔ آواز میں شکوہ بھی تھا اور محبت بھی۔

"میں آپ کا انتظار کرتی رہی،، رات کو بھی آپ نہیں آئے۔ امی تو ہیں نہیں،، آپ نے بھی مجھے چھوڑ دیا ہے ابو"۔

ایان نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا،

"ارے بیٹا، کام کے سلسلے میں گیا تھا۔ اب تو آ گیا ہوں نا۔ چلو، کھانا لے آؤ، ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ اور دیکھو،، تمہیں سوہن حلوہ پسند ہے نا؟ تمہارے لیے لایا ہوں۔ شفا اور حیا کو بھی دینا"۔

ثنا کے چہرے پر فوراً خوشی آگئی۔وہ حلوہ ہاتھ میں پکڑے باورچی خانے کی طرف بھاگی جہاں شفا اور اس کی ماں چائے بنا رہی تھیں۔

"شفا دیکھو! ابو میرے لیے سوہن حلوہ لائے ہیں"!

وہ خوشی سے حلوہ اس کے سامنے بڑھانے لگی۔شفا نے مسکرا کر اس میں سے تھوڑا سا لے لیا اور بولی،

"تم کھاؤ،،یہ تمہارے لیے ہے"۔

ثنا نے فوراً کہا،

"نہیں،چچی کو بھی دو اور حیا کو بھی۔میں اور دادی بعد میں کھالیں گے۔میں تو ابو کا کھانا لینے آئی ہوں،ہم دونوں ساتھ کھائیں گے"۔

شازیہ بیگم نے پیار سے اس کے لیے کھانا ڈال دیا۔وہ کھانا لے کر واپس کمرے میں آئی اور باپ کے پاس بیٹھ گئی۔دونوں خاموشی سے کھانے لگے۔

کچھ لمحے گزرے تو اس نے دھیرے سے پوچھا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

''ابو،،امی اب کبھی نہیں آئیں گی''؟

ایان ایک لمحے کو سوچ میں پڑ گیا۔پھر آہستہ سے بولا،

''نہیں بیٹا،،اب نہیں آئیں گی۔اور تم اپنی صحت ٹھیک کرو۔ایسے بے رحم لوگوں کے لیے رویا نہیں جاتا''۔

ثنا نے سر جھکا لیا اور خاموشی سے باپ کے ساتھ کھانا کھانے لگی۔

اتنے میں دادی بھی کمرے میں آگئیں اور آکر ان کے پاس بیٹھ گئیں۔چند لمحوں بعد کمرے میں آہستہ آہستہ باتوں کی سرگوشیاں پھیلنے لگیں۔

گھر کے اس چھوٹے سے کمرے می کمی بھی تھی،درد بھی تھا،مگر پھر بھی رشتوں کی حرارت سب کو جوڑے ہوئے تھی۔۔۔

صبح کی نرم روشنی ابھی پوری طرح صحن میں نہیں اتری تھی۔فضا میں ہلکی سی ٹھنڈک اور خاموشی بسی ہوئی تھی۔اسی سکون میں ثنا جاگ اٹھی۔اس نے آہستہ سے وضو کیا اور جائے

نماز بچھا کر نماز میں کھڑی ہو گئی۔اس کی دھیمی تلاوت کمرے کی خاموشی میں گھلنے لگی۔

سجدے میں جاتے ہوئے اس کے لبوں پر دعا تھی اور دل میں سکون۔

نماز ختم کر کے اس نے جائے نماز تہہ کی، پھر خیال آیا کہ شفا کو بھی جگا دے۔وہ آہستہ قدموں سے اس کے کمرے کی طرف بڑھی۔اندر سب ابھی سو رہے تھے۔وہ قریب جا کر جھکی اور نرمی سے بولی،

"شفا،،اٹھو، نماز پڑھ لو۔وقت نکل جائے گا"۔

شفا نے نیم خوابیدہ آنکھیں کھولیں، کروٹ بدلی اور مدھم آواز میں بولی،

"پلیز ثنا،،دل کرے گا تو پڑھ لوں گی۔ابھی تم جاؤ، مجھے سونے دو"۔

ثنا نے دھیرے سے کہا،

"نماز نہ چھوڑا کرو شفا۔گیا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔پھر ہم بعد میں سوچتے رہ جاتے ہیں کہ کاش اللہ کی عبادت کر لیتے"۔

شفا نے چادر سر تک کھینچتے ہوئے بس اتنا کہا،

"پلیز ثناااا"...

ثنا کچھ لمحے خاموش کھڑی رہی، پھر آہستہ سے مڑ گئی اور کمرے سے باہر آ گئی۔

اپنے کمرے میں آ کر وہ چارپائی پر بیٹھ گئی۔ کھڑکی سے آتی ہلکی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھائے اور دل ہی دل میں دعا کی،

"یا اللہ، اسے بھی نماز کی عادت دے دے، ایسی عادت جو کبھی ختم نہ ہو"۔

وہ دیر تک خاموش بیٹھی رہی،

جیسے اس کی دعا صبح کی روشنی کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھ رہی ہو۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دن یونہی گزرتے رہے۔ شفا گھر میں ماں کا ہاتھ بٹاتی، بہنوں کے ساتھ ہنستی بولتی، اور چھوٹے چھوٹے خوابوں میں دن ڈھل جاتے۔ پھر وہ دن آ پہنچا جس کا اسے شدت سے انتظار تھا۔ امتحان کے نتیجے کا دن۔ جب نتیجہ آیا تو اس نے نہایت عمدہ نمبر حاصل کیے تھے۔ گھر میں

خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ والد سب کو مٹھائی کھلا رہے تھے اور ان کی آنکھوں میں فخر جھلک رہا تھا۔

اسی خوشی کے عالم میں اس نے دھیرے سے کہا،

"ابو، میں کل شہر جانا چاہتی ہوں، داخلہ بھی لے لوں گی اور وہیں ہاسٹل میں رہوں گی، تاکہ بار بار آنا جانا نہ کرنا پڑے"۔

والد نے مسکراتے ہوئے اس کی بات تسلیم کر لی۔

"بالکل بیٹا، کل ہی تمہارا داخلہ کروا دوں گا"۔

یہ سن کر اس کے دل میں خوشی کے چراغ جل اٹھے۔ اگلے دن وہ اپنا سامان سمیٹے والد کے ساتھ شہر روانہ ہو گئی۔ شہر کے ڈگری کالج میں اس کا داخلہ ہوا اور ہاسٹل میں رہائش کا بندوبست بھی ہو گیا۔ والد اسے دعائیں دے کر واپس لوٹ گئے، اور وہ پہلی بار ایک نئی دنیا میں قدم رکھ چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاسٹل کے اندر ہر طرف لڑکیوں کی چہل پہل تھی۔ وہ اپنا کمرہ تلاش کرتی ہوئی آخر ایک دروازے تک پہنچی۔ اندر داخل ہو کر سامان رکھ ہی رہی تھی کہ ایک لڑکی آئی اور مسکرا کر بولی،

"تم نئی آئی ہو؟ میں رباب ظفر، تمہاری روم میٹ"۔

اس نے بھی مسکرا کر اپنا تعارف کروایا۔ دونوں میں جلد ہی ہلکی پھلکی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رات کو ساتھ کھانا کھایا، دیر تک گفتگو کرتی رہیں، اور یوں اجنبیت آہستہ آہستہ مانوسیت میں بدلنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وقت گزرتا گیا۔ کالج کا پہلا دن اس کے لیے خوشگوار ثابت ہوا، اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک مہینہ بیت گیا۔ رباب اس کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کرتی تھی، مگر ایک بات اسے کھٹکتی تھی۔

رباب ہر وقت موبائل فون میں مصروف رہتی۔

ایک رات سونے سے پہلے اس نے پوچھ ہی لیا،

"رباب، تم اتنی دیر تک کس سے باتیں کرتی رہتی ہو"؟

رباب ہنس پڑی۔

"میرے بوائے فرینڈز ہیں،، انہی سے باتیں کرتی ہوں"۔

وہ حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"بوائے فرینڈز؟ کتنے"؟

رباب نے بے پرواہی سے کہا،

"بہت سے۔ جس کی کال آجائے، بات کر لیتی ہوں۔ وہ میری آواز، آنکھوں، بالوں،، سب کی تعریف کرتے ہیں۔ اچھا لگتا ہے۔ کیا تم نہیں چاہتیں کوئی تمہاری بھی تعریف کرے"؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ کچھ جھجھکی، پھر دھیرے سے بولی،

"شاید،، مگر"،،

رباب نے فوراً بات کاٹ دی،

"تمہارے پاس فون ہی نہیں۔ جب گھر جاؤ تو لے آنا۔ ابھی کے لیے میرا فون لے لو، میں تمہاری ایک لڑکے سے بات کرواتی ہوں۔ اس کی باتیں تمہیں بہت اچھی لگیں گی"۔

وہ ہچکچائی ضرور، مگر رباب کے زبردستی کرنے پر وہ آخر مان گئی۔

پھر ساری رات وہ اس اجنبی آواز سے باتیں کرتی رہی۔ابتدا میں جھجھک تھی، مگر ایک گھنٹے بعد گفتگو میں روانی آگئی۔رباب بھی ساتھ بیٹھی مسکراتی رہی۔

جب صبح فجر کے قریب کال بند ہوئی تو رباب نے شرارت سے پوچھا،

"بتاؤ،، کیسا لگا"؟

اس نے آہستہ سے جواب دیا،

"اچھا لگا،،اس نے میری بہت تعریف کی،، کسی نے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔لیکن عجیب لگتا ہے مجھے یہ سب"۔

رباب مسکرا کر بولی،

"کچھ عجیب نہیں ہے۔اب اپنا فون لے آنا۔پھر روز بات ہو گی"۔

اس نے خوشی سے سر ہلا دیا۔

Clubb of Quality Content

وہ جانتی تھی۔جب اگلی بار گھر جائے گی، تو ہر حال میں ایک اچھا موبائل لے کر ہی واپس آئے گی۔۔

وہ چند دنوں کے لیے گھر واپس آئی تو گھر جیسے زندہ ہو گیا۔ماں، باپ، دادی، بہنیں۔سب اسے دیکھ کر خوشی سے بھر گئے۔اس کی آمد پر اس کی پسند کے کھانے بننے لگے، گھر میں رونق سی لوٹ آئی تھی۔

Clubb of Quality Content!

رات کو باورچی خانے میں سب اکٹھے بیٹھے تھے۔وہ ہنستے ہوئے ثنا کو ہاسٹل اور کالج کے قصے سنا رہی تھی کہ اچانک اسے ایک خیال آیا۔وہ جھجکتے ہوئے والد کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ابو، مجھے ایک اچھا سا موبائل لے دیں۔وہاں پڑھائی میں بھی کام آتا ہے"۔

والد نے شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"لے دوں گا بیٹا، کیوں نہیں"۔

یہ سن کر اس کے چہرے پر مسرت پھیل گئی۔ دو دن یوں ہی گزر گئے، پھر واپسی کا وقت آ پہنچا۔ جب والد اسے چھوڑنے گئے تو واپسی میں اس کے لیے ایک خوبصورت موبائل خرید کر دے دیا۔ اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔

ہاسٹل پہنچتے ہی وہ لپک کر اپنی رباب کو دکھانے لگی۔

"دیکھو! میں لے آئی"۔

رباب ہنس دی۔

"بہت اچھا کیا، اب تمہارا وقت بھی اچھا گزرے گا"۔

اسی شام ہاسٹل کی ایک لڑکی کمرے پر آئی اور بولی کہ سب لڑکیاں مل بیٹھنے اور کھانا کھانے کا اہتمام کر رہی ہیں۔ وہ دونوں بھی خوشی سے ساتھ چل پڑیں۔ ہنسی، باتیں، کھانا۔ رات خوشگوار گزری۔

Clubb of Quality Content

واپس آکر رباب نے زبردستی چند لڑکوں کے نمبر دیے اور کہا ان سے بات کر لیا کرو۔ ابتدا میں وہ جھجکی، مگر پھر پیغامات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تعریفیں سن کر اسے عجیب سی خوشی محسوس ہونے لگی۔ لیکن اسے بہت عجیب بھی لگتا۔

ایک دن اس نے کہا،

"وہ تصویر مانگتے ہیں،، مگر میں دینا نہیں چاہتی"۔

رباب نے کندھے اچکا دیے۔

"مت دو، تمہاری مرضی۔ میں تو سب کو دیتی ہوں تاکہ تعریف زیادہ ہو"۔

وہ خاموش ہو گئی، مگر اس نے اپنی تصویر کسی کو نہ بھیجی۔

تین ماہ گزر گئے۔ ایک دن رباب نے کہا،

"چلو یونیورسٹی چلتے ہیں، مجھے کسی سے ملنا ہے"۔

وہ پہلے گھبرائی، مگر تجسس غالب آگیا۔ جب وہ یونیورسٹی پہنچی تو حیرت سے بول اٹھی،

"یہاں کتنی آزادی ہے"۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رباب نے ہنستے ہوئے کہا،

"یہاں ہر کوئی اپنے دل کی کرتا ہے"۔

وہ دونوں اندر جا ہی رہی تھیں کہ رباب نے اسے ایک طرف روک کر کہا،

"تم یہاں ٹھہرو، میں ابھی آتی ہوں"۔

وہ اسے روکتی رہ گئی، مگر وہ جا چکی تھی۔

وہ اکیلی کھڑی تھی، سر پر دوپٹہ تھا مگر چہرہ کھلا تھا۔ طلبہ آجا رہے تھے کہ اچانک کسی کے دھکے سے وہ لڑکھڑا کر گر پڑی۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی ایک نوجوان اس کی طرف بڑھا۔

"تم ٹھیک ہو"؟

اس نے ہاتھ بڑھایا، وہ سہارا لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے پانی دیا، وہ خاموشی سے پی گئی۔

وہ لڑکا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کی طالبہ ہو"۔؟

''نہیں، میں اپنی دوست کے ساتھ آئی تھی، وہ کہیں چلی گئی ہے''۔

وہ نرمی سے بولا،

''گھبرائیں نہیں، آجائے گی''۔

وہ کچھ فاصلے پر اپنے دوستوں کے پاس چلا گیا، اور وہ خاموش کھڑی رہی۔ کچھ دیر بعد رباب واپس آئی۔ وہ ناراضی سے بولی،

''تم کہاں چلی گئی تھیں؟ مجھے اکیلے بہت ڈر لگ رہا تھا''!

رباب نے معذرت کی اور اسے ساتھ لے گئی۔ جاتے ہوئے اس نے ایک بار مڑ کر دیکھا۔ وہی لڑکا دور کھڑا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ہاسٹل پہنچ کر وہ بستر میں سمٹ گئی، مگر آنکھیں بند کرتی تو وہی چہرہ سامنے آجاتا۔ وہ خود سے الجھنے لگی۔

رات کے کھانے پر رباب نے پوچھا،

''کیا ہوا ہے تمہیں''؟

وہ ٹال نہ سکی۔ آہستہ سے بولی،

"آج یونیورسٹی میں،، ایک لڑکے نے میری مدد کی تھی"۔

رباب مسکرادی۔

"اچھا لگا تمہیں"؟

وہ دھیرے سے بولی،

"ہاں،، بہت۔ سب سے الگ،، بہت پیارا لگا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رباب نے شرارت سے کہا،

"اچھاااا،، تو پھر اگلے ہفتے چلیں گے۔ اس کا نمبر لے آئیں گے"۔

وہ خاموش مسکرادی۔

اب اس کے دن اسی انجانی یاد میں گزرنے لگے۔ اس نے باقی لڑکوں سے باتیں چھوڑ دیں۔ پڑھائی میں مصروف رہی، مگر دل میں ایک نئی کیفیت جاگ چکی تھی۔

جب ہفتہ آیا تو وہ خود رباب سے بولی،

"چلو یونیورسٹی چلتے ہیں"۔

وہ دونوں کینٹین میں بیٹھیں تھیں کہ اس کی نظر اچانک اسی نوجوان پر پڑی۔دل دھڑک اٹھا۔

رباب نے سرگوشی کی،

"کیا یہی ہے"؟

اس نے دھیرے سے کہا،

"ہاں"،

رباب نے اسے اکیلا چھوڑ دیا۔وہ الجھن میں کھڑی رہی کہ کیا کہے۔تبھی وہ نوجوان قریب سے گزرا۔

وہ ہمت کر کے بولی،

"سنیے"۔۔

Clubb of Quality Content

وہ رکا۔

"جی"؟

وہ رک رک کر بولی،

"مجھے،،آپ سے بات کرنی تھی،،آپ کا نمبر چاہیے تھا"۔۔

وہ پہلے حیران ہوا، پھر مسکرا کر نمبر بتا دیا۔ پھر اس نے پوچھا،

"آپ کا نام"؟

"شفا رحمان"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسی وقت اس کے دوست اسے بلا لے گئے اور وہ چلا گیا۔

وہ وہیں کھڑی رہ گئی، دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، ہاتھ کانپ رہے تھے۔ یہ احساس اس کے لیے نیا تھا، انوکھا،، اور خطرناک حد تک دلنشین۔

کچھ دیر بعد رباب آئی، اور دونوں خاموشی سے واپس لوٹ گئیں۔۔۔۔

ہاسٹل واپس آکر شفا کے دل میں ایک عجیب سی سرشاری تھی۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے زندگی اچانک خوبصورت ہونے والی ہو، جیسے کسی نے اس کے دل میں روشنی سار کھ دی ہو۔وہ بار بار بے سبب مسکرا دیتی،اور اس کی آنکھوں میں ایک نئی چمک تھی۔

رباب اسے اس حال میں دیکھ کر بہت خوش تھی۔اسے اندازہ تھا کہ شفا کے دل میں کوئی نئی کیفیت جاگ چکی ہے۔

رات کو جب شفا پڑھائی سے فارغ ہوئی تو اس نے کچھ لمحے موبائل کو ہاتھ میں لیے خاموش بیٹھی رہی۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔آخر اس نے ہمت کی اور ایک مختصر سا پیغام لکھا:

"السلام علیکم"

پیغام بھیجنے کے بعد وہ موبائل کو دیکھتی رہی۔ہر چند لمحوں بعد اس کی نظریں اسکرین پر جم جاتیں۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد جواب آیا:

"کون"؟

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔اس نے فوراً لکھا:

''شفا رحمان''

چند لمحوں بعد جواب آیا:

''اوہ، اچھا، تم۔ کیسی ہو''؟

شفا کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔اس نے لکھا:

''میں ٹھیک ہوں۔آپ کیسے ہیں''؟

جواب آیا:

''میں بھی ٹھیک ہوں''۔

کچھ توقف کے بعد شفا نے پھر لکھا:

''آپ کا نام کیا ہے''؟

جواب فوراً آیا:

''میرا نام عاقب خان ہے''۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شفا نے پیغام پڑھ کر دل ہی دل میں نام دہرایا۔ اسے واقعی اچھا لگا۔ اس نے لکھا:

"بہت پیارا نام ہے آپ کا"۔

جواب آیا:

"شکریہ"۔

شفا کچھ دیر سوچتی رہی، پھر دل کی بات انگلیوں تک آ ہی گئی۔ اس نے لکھ دیا:

"آپ مجھے بہت اچھے لگے تھے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چند لمحوں بعد جواب آیا:

"اچھا جی، تو میں آپ کو اچھا لگا"؟

شفا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ لکھا:

"جی"۔

اس کے بعد دیر تک ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہیں۔ پڑھائی کی، ہاسٹل کی، شہر کی۔ باتوں میں ایک مانوس سی گرمی تھی، ایک نرمی تھی جس نے شفا کے دل کو عجیب سا سکون دے دیا۔

آخر کار رات گہری ہو گئی۔ عاقب نے لکھا:

"اب سونا چاہیے، کل بات ہو گی۔ اللہ حافظ"۔

شفا نے جواب دیا:

"جی، اللہ حافظ"۔

پیغام بھیج کر وہ کچھ دیر موبائل کو سینے سے لگائے لیٹی رہی۔ اس کے چہرے پر ایک خاموش سی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ کسی نئی کہانی کے آغاز پر کھڑی ہو۔

پھر وہ آہستہ آہستہ نیند کی آغوش میں چلی گئی،، دل میں ایک انجان سی خوشی لیے۔۔۔

صبح آنکھ کھلتے ہی شفا نے سب سے پہلے اپنا موبائل اٹھایا۔ دل میں ایک انجانی سی خوشی تھی۔

اس نے بغیر کچھ سوچے لکھا:

"صبح بخیر"

پیغام بھیج کر وہ مسکرا دی، جیسے دن کا آغاز اسی سے ہونا تھا۔

ادھر رباب کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ بال سنوارتے ہوئے اس نے شفا کی طرف دیکھا اور ہلکے لہجے میں بولی:

"یار شفا، میرا ایک اور بوائے فرینڈ تم سے بات کرنا چاہتا ہے"۔

شفا نے چونک کر اسے دیکھا۔ کچھ لمحے خاموش رہی، پھر دھیرے سے بولی:

"رباب، میں نہیں کر سکتی بات۔ مجھے ویسے بھی یہ سب اچھا نہیں لگتا۔ پتہ نہیں کیوں میں پہلے بات کرتی رہی، عجیب سا لگتا ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رباب نے کندھے اچکا دیے۔

"اچھا، جیسی تمہاری مرضی"۔

بات وہیں ختم ہو گئی، مگر شفا کے دل میں کچھ کھٹک سا گیا۔

کالج سے واپسی پر شفا پھر عاقب کو پیغامات بھیجتی رہی۔ باتوں میں وہ اپنی پسند ناپسند بتاتی، اور عاقب بھی نرمی سے جواب دیتا رہا۔ ان کی گفتگو میں مانوسیت بڑھتی جا رہی تھی۔

یوں ہی تین ماہ گزر گئے۔

وہ بات تو روز کرتے تھے، مگر کبھی ملے نہیں تھے۔

ایک رات دونوں کمرے میں ساتھ بیٹھی تھیں۔ شفا کتاب کھولے بیٹھی تھی، جبکہ رباب فون پر کسی سے سرگوشیوں میں بات کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر نہانے چلی گئی۔ اور موبائل بھی ساتھ لے گئی۔

شفا کئی دنوں سے یہ دیکھ رہی تھی، مگر خاموش تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج جب رباب واپس آئی تو شفا نے ہمت کر کے پوچھ لیا:

"رباب، تم فون اندر کیوں لے جاتی ہو؟ اس کا کیا کام ہوتا ہے وہاں"؟

رباب ہنس پڑی، جیسے یہ کوئی معمولی بات ہو۔

"اسی کا تو کام ہوتا ہے۔ مجھے اپنے بوائے فرینڈ کو منانا تھا"۔

شفا نے حیرت سے کہا:

''یہیں منا لیتیں، اگر ناراض تھا تو''۔

رباب نے بے پرواہی سے کہا:

''یہاں نہیں کر سکتی تھی وہ سب''۔

شفا کی آواز لرز گئی۔

''آخر، کیا کیا تم نے اسے منانے کے لیے؟''

رباب نے اپنے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا اور بے حسی سے بولی:

''یہ اتار کر منایا ہے اسے،، اب مان گیا ہے مجھ سے''۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا جیسے پتھر کی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت، خوف اور دکھ ایک ساتھ اتر آئے۔

رباب نے اس کا چہرہ دیکھا اور ہنستے ہوئے کہا:

''شفا، یہ سب نارمل ہوتا ہے بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ میں''۔

شفا کے لب ہلکے، مگر آواز نہ نکلی۔ بڑی مشکل سے بولی:

''لیکن،، پھر بھی''،،

رباب نے بات کاٹ دی۔

"اب تمہارا ابھی ایک ہی بوائے فرینڈ ہے۔ایک دن وہ بھی تم سے یہی کہے گا،، دیکھ لینا"۔

شفا فوراً بولی:

"نہیں! میں ایسا نہیں کروں گی۔ وہ بہت اچھا ہے،اور میں اس سے شادی کروں گی۔ میں اسے پسند کرتی ہوں"۔

رباب نے مسکرا کر کہا:

"اچھا شفا جی،، دیکھ لیں گے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس رات شفا دیر تک سوچتی رہی۔

کچھ دن بعد ایک رات وہ عاقب سے پیغامات پر بات کر رہی تھی۔ دل میں ایک خوف تھا، ایک امید بھی۔ آخر اس نے لکھ ہی دیا:

"آپ مجھ سے شادی کریں گے نا"؟

چند لمحے خاموشی رہی، پھر جواب آیا:

"دیکھو شفا، میری فیملی بہت قدامت پسند ہے۔ وہ خاندان سے باہر شادی نہیں کرتے۔ مگر میں کوشش کروں گا کہ ہماری شادی ہو جائے"۔

یہ پڑھتے ہی شفا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے لکھا:

"پلیز عاقب،، میرے ساتھ رہنا ہمیشہ۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں"۔

جواب آیا:

"میں بھی بہت محبت کرتا ہوں، میری جان۔ فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا"۔

شفا نے موبائل سینے سے لگا لیا،، جیسے وہ اس کے وعدوں کو تھام لینا چاہتی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر دوسری طرف،،

اسی وقت عاقب اپنے دوست ریحان کے ساتھ بیٹھا تھا۔ موبائل ہاتھ میں تھا اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ۔

ریحان نے ہنستے ہوئے پوچھا:

"اب کس والی سے بات کر رہا ہے"؟

عاقب نے لاپرواہی سے کہا:

"وہی جو ابھی نئی آئی ہے، پیاری سی لڑکی"۔

ریحان ہنس پڑا۔

"یار تو بڑا عجیب ہے۔ تین ایک ساتھ ہیں تیرے پاس۔ سب کو وقت کیسے دے لیتا ہے"؟

عاقب نے بے فکری سے کہا:

"ارے یار، کون سا میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ خود ہی مجھ سے متاثر ہو کر آ جاتی ہیں۔ کل ہی ایک سے ملا تھا،، وہ بھی اچھی تھی، خود ہی قریب آئی تھی"۔

پھر زبان ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے بولا:

"ویسے بھی زیادہ فائدہ نہیں اٹھاتا،، بس چہرے تک ہی رہتا ہوں"۔

ریحان نے قہقہہ لگایا۔

"اور وہ دوسری والی"؟

عاقب نے ہنستے ہوئے کہا:

"وہ بھی بس یونہی ملی تھی،، جیسے یہ ملی ہے۔ کبھی کبھار بات ہو جاتی ہے اس سے بھی"۔

ریحان نے تالیاں بجائیں۔

"بڑا کمینہ بندہ ہے تو،، شکل سے ہی معصوم لگتا ہے"۔

دونوں زور سے ہنس پڑے۔

اور ادھر،

اسی لمحے شفا اپنے آنسو پونچھتے ہوئے موبائل کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے یقین تھا کہ اس نے اپنی زندگی کا سچا سہارا پا لیا ہے۔۔

شفا اس وقت عاقب سے فون پر بات کر رہی تھی۔ دل میں ہلکی سی دھڑکن، آواز میں جھجک۔

اچانک اس نے دھیرے سے کہا:

"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں"،

عاقب نے بغیر توقف کے جواب دیا:

"ہاں، کیوں نہیں۔ شام کو یونیورسٹی آجاؤ، وہیں مل لیتے ہیں"۔

یہ سنتے ہی شفا کے چہرے پر روشنی پھیل گئی۔ جیسے کسی نے اس کے خوابوں کو حقیقت کی جھلک دکھادی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام ڈھلی تو اس نے بڑے اہتمام سے ایک خوبصورت لباس پہنا، سر پر حجاب کیا، آئینے میں خود کو دیکھا اور ہلکی سی مسکرادی۔ رباب بھی تیار تھی۔ دونوں رکشہ لے کر یونیورسٹی روانہ ہو گئیں۔

کینٹین میں داخل ہوئیں تو عاقب وہیں بیٹھا نظر آیا۔

شفا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

وہ اس کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔ رباب تو فوراً باتوں میں لگ گئی، مگر شفا کے ہونٹ جیسے سل گئے تھے۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی، مگر لفظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

عاقب نے چند سوال کیے، شفا نے آہستہ آہستہ جواب دیے، پھر خاموش ہو گئی۔

یوں ہی پندرہ منٹ گزر گئے۔

رباب ہنستے ہوئے بولی:

"آپ نے تو میری دوست کو پاگل بنا دیا ہے، ہر وقت آپ ہی کی باتیں کرتی رہتی ہے"۔

یہ سن کر شفا نے فوراً اسے کہنی ماری کہ چپ ہو جائے، مگر رباب کہاں رکنے والی تھی۔

"عاقب بھائی، مجھے لگتا ہے جلد یہ کسی پاگل خانے میں نظر آئے گی۔ جس حد تک یہ آپ پر مرتی ہے نا"۔

عاقب مسکرا دیا۔

وہ واقعی دلکش تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر، چھ فٹ قد، سیاہ آنکھیں جیسے کوئی راز چھپائے ہوں، اور مسکراہٹ ایسی کہ شفا اس پر جان نچھاور کر بیٹھتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد رباب نے اٹھنے کا کہا۔ شفا نے لرزتی آواز میں "اللہ حافظ" کہا اور واپس چل پڑی۔

ہاسٹل پہنچ کر وہ دیر تک اسی ملاقات کے احساس میں ڈوبی رہی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس کی زندگی واقعی حسین ہونے والی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وقت گزرتا گیا۔

ایک سال بیت گیا۔

شفا اب عاقب سے اس قدر وابستہ ہو چکی تھی کہ اپنے دن کی ہر بات، ہر احساس، ہر چھوٹی بڑی کیفیت اسی سے بانٹتی۔

مگر دوسری طرف،

عاقب اپنے دوست ریحان کے گھر بیٹھا تھا۔ موبائل ہاتھ میں تھا، اور واٹس ایپ کے گروپس میں فحش ویڈیوز دیکھ رہا تھا۔ وہ اور اس کے دوست ان ویڈیوز پر ہنستے، تبصرے کرتے، اور اسی گندگی کو تفریح سمجھتے تھے۔

عاقب اس نشے میں ڈوب چکا تھا۔

ایک دن باتوں باتوں میں اس نے فون پر شفا سے کہا:

"شفا، میری ایک بات مانو گی"؟

شفا نے فوراً کہا:

"جی، کیوں نہیں"۔

پھر عاقب نے وہ بات کہہ دی،

شفا پر جیسے بجلی گر گئی۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ وہی عاقب ہے جسے وہ اپنی محبت سمجھتی ہے۔

وہ رو پڑی۔

"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں یہ نہیں کر سکتی، اور ہم تو شادی کریں گے نا؟ میں تو ویسے بھی آپ کی ہوں، پھر اس سب کی کیا ضرورت ہے"؟

عاقب کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"شادی کو بھول جاؤ"۔

شفا کے وجود میں جیسے جان ہی نہ رہی۔

"کیا مطلب"۔۔؟

"مطلب صاف ہے۔ اگر میری بات نہیں مان سکتی تو مجھ سے کوئی امید بھی نہ رکھو"۔

یہ کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا۔

شفا دیر تک بیٹھے سوچتی رہی۔ آنسو بہتے رہے۔ دل نے آخر اسے بہلا ہی لیا:

"وہ مجھ سے شادی کرے گا،، کرنے میں کیا جاتا ہے،، میں تو ویسے بھی اسی کی ہوں"۔

یہ سوچ کر اس نے دروازہ بند کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور محبت کے نام پر اپنی عزت قربان کر دی۔

وہ نادان تھی۔ صرف سولہ برس کی۔

عاقب کے کہنے کے مطابق اس نے اپنی تصویریں بنائیں، اور بھیج دیں۔

ادھر عاقب خوش ہو گیا۔ تعریفیں کرتا رہا۔

مگر ادھر شفا کے دل میں ایک زخم ہمیشہ کے لیے ثبت ہو چکا تھا۔

ایک ایسا پچھتاوا، جو کبھی بھرنے والا نہیں تھا۔

وقت گزرتا رہا۔ ان کی باتیں، لڑائیاں، منانا، روٹھنا سب چلتا رہا۔

عاقب جب ناراض ہوتا تو شفا بار بار پیغامات کر کے مناتی۔ وہ اپنی مرضی سے مان جاتا۔

ایک دن شفا نے فون کیا، مگر عاقب مصروف تھا۔

وہ گھبرا گئی۔

کچھ دیر بعد عاقب نے خود کال کی۔شفا نے فوراً پوچھا:

"آپ کہاں مصروف تھے"؟

عاقب نے بے پرواہی سے کہا:

"ایک پرانی گرل فرینڈ کی کال تھی"۔

یہ سن کر شفا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"کیا میں آپ کے لیے کافی نہیں ہوں عاقب"؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاقب نے ہنستے ہوئے کہا:

"ارے میری جان،ایسی بات نہیں،بس ایک کام تھا"۔

شفا کی آواز ٹوٹنے لگی۔

"پلیز،مجھے دھوکا نہ دینا۔میں آپ پر بہت یقین کرتی ہوں،میں آپ کے ساتھ مخلص ہوں، دھوکا برداشت نہیں ہوگا مجھ سے"۔۔

عاقب نے پھر اپنی باتوں کے جال میں اسے الجھالیا۔اور شفا مان بھی گئی۔

مگر اسے خبر نہ تھی،

کہ محبت کے نام پر وہ جس راہ پر چل پڑی ہے، وہاں انجام اکثر صرف تنہائی، ندامت اور خاموشی ہوتا ہے۔۔۔

اگلے دن عاقب شفا سے فون پر بات کر رہا تھا۔اس کی آواز میں مصنوعی نرمی گھلی ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

''اداس ہو میری جان''؟

شفا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا:

''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں''۔

عاقب ہلکا سا ہنسا، پھر بولا:

"میری جان، فکر کیوں کرتی ہو؟ تم میری ہو، اور تمہاری تصویریں کہیں نہیں جائیں گی۔ میں کوئی بے غیرت آدمی نہیں ہوں۔ یہ صرف میرے پاس رہیں گی، اور جب دل چاہا ڈیلیٹ کر دوں گا۔ اس بارے میں فکر نہ کرو۔ مجھ پر بھروسا رکھو"۔

شفا نے دھیرے سے کہا:

"مجھے بھروسا ہے آپ پر"۔۔

مگر یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کے دل میں ایک انجانا سا خوف جاگ اٹھا تھا، جیسے کسی اندھیرے کنویں میں پتھر گرنے کی آواز۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی رات رباب فون بند کر کے شفا کی طرف متوجہ ہوئی۔ شفا کتاب کھولے بیٹھی تھی، مگر نظر حروف پر نہیں، کہیں اور جمی ہوئی تھی۔

رباب نے غور سے اسے دیکھا۔

"شفا، کیا ہوا ہے تمہیں؟ چہرہ اترا ہوا ہے،، آنکھیں بھی سوجی ہوئی ہیں"۔

شفا کے دل میں جیسے کسی نے خنجر گھونپ دیا ہو۔وہ دل ہی دل میں خود کو کوس رہی تھی۔

"کچھ نہیں یار،،بس رات کو ٹھیک سے نیند نہیں آئی،اس لیے ایسا لگ رہا ہے"۔

رباب نے زیادہ کرید نامناسب نہ سمجھا اور کھانا لینے چلی گئی۔

پیچھے شفا گہری سوچ میں ڈوبی بیٹھی تھی۔

اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی روح کے اندر کوئی دراڑ پڑ چکی ہو، جس سے سکون رِس رِس کر باہر نکل رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ایک عورت اپنی نئی شادی پر خوش تھی۔ابھی تین دن پہلے ہی اس کی رخصتی ہوئی تھی۔وہ کمرے میں اپنا سامان ترتیب دے رہی تھی،دل میں نئے خواب، نئی امیدیں، نئی زندگی کی مہک۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور اس کا شوہر اندر داخل ہوا۔

اسے دیکھتے ہی وہ مسکرا کر کھڑی ہوئی، جلدی سے پانی کا گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔

"تم بہت اچھے ہو صادق، جو تم نے مجھ سے شادی کر لی"۔

صادق نے پانی پیا، پھر اچانک گلاس زور سے زمین پر دے مارا۔

شیشے کے ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونج گئی۔

"زبان چلانے کی ضرورت نہیں میرے سامنے۔چپ چاپ رہا کرو یہاں"!

عورت ساکت رہ گئی۔اس نے کبھی اس کے لہجے میں یہ سختی نہیں سنی تھی۔

"یہ، تم کیا کہہ رہے ہو صادق"؟

صادق نے سرد لہجے میں کہا:

''بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں، پروین بیگم۔ میں نے تم سے شادی صرف اپنی اس بوڑھی ماں کے لیے کی ہے، اس معذور بہن کے لیے، اور اس دوسری بہن کے لیے جس کی شادی وقت پر نہ ہو سکی۔ اب کوئی رشتہ نہیں آتا۔ تمہیں میں ان سب کی خدمت کے لیے لایا ہوں''۔

پروین کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے''۔

''میں کر چکا ہوں''۔

وہ ذرا قریب جھکا، پھر بولا:

''اور ایک بات،، میرے پاس کوئی دولت نہیں۔ میں نے تمہیں پھانسنے کے لیے جھوٹ بولا تھا۔ نہ امیر ہوں، نہ صاحبِ حیثیت''۔

پروین اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے زمین اس کے قدموں کے نیچے سے سرک گئی ہو۔

صادق دروازے کی طرف بڑھا، پھر پلٹ کر بولا:

''خود کو اس گھر کی غلام سمجھنا،، ملکہ نہیں۔ سمجھ آئی''؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔

کمرے میں صرف خاموشی رہ گئی، اور ٹوٹے ہوئے شیشے کی چبھتی ہوئی آواز۔

پروین وہیں کھڑی رہ گئی۔

اچانک اسے اپنی گزری زندگی یاد آنے لگی۔ وہ رشتے جو اس نے ٹھکرا دیے تھے، وہ نصیحتیں جو اس نے نظر انداز کی تھیں، وہ خواب جن کے پیچھے بھاگتے بھاگتے اس نے حقیقت کو کھو دیا تھا۔

اب اس کے پاس صرف پچھتاوا تھا۔

اور پچھتاوا،، ہمیشہ دیر سے آتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

محبت آہستہ آہستہ صرف دل میں اترتی نہیں،

وہ خاموشی سے جڑیں بناتی ہے، پھر انسان کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

دو برس گزر چکے تھے۔

ان کی باتیں روز کی عادت بن چکی تھیں۔

صبح کا پہلا خیال، اور رات کا آخری پیغام۔

وہ ایک شام اپنے دوست ریحان کے ساتھ بیٹھا تھا۔

مگر باتوں میں شریک نہ تھا، نظریں کہیں اور تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

''کیا ہو رہا ہے تجھے آج کل''؟

ریحان نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ ایک لمحہ خاموش رہا، پھر دھیمی آواز میں بولا،

''یار،، وہ اچھی لگنے لگی ہے۔

اب صرف پسند نہیں رہی،، عادت بن گئی ہے۔

دل نہیں کرتا اس سے دور رہنے کو،، چھوڑنے کو۔

لیکن مسئلہ یہ ہے،،ہماری شادی نہیں ہو سکتی۔

بچپن سے میرا رشتہ طے ہے گھر والوں نے۔

اور وہ،،وہ تو مجھ سے بہت محبت کرتی ہے"۔

ریحان نے طنزیہ ہنسی ہنسی۔

"تجھے یقین ہے اس کی محبت پر؟

جو ایک لڑکے سے بات کر سکتی ہے،وہ کسی سے بھی کر سکتی ہے۔

ساری لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ فوراً بول اٹھا،

"نہیں،وہ ایسی نہیں ہے۔بہت اچھی ہے"۔

دوست نے جیب سے دو سمیں نکالیں اور اس کی طرف بڑھائیں۔

"چلو شرط لگا لو۔

یہ نمبر رکھ،اسے میسج کر۔

پتا چل جائے گا کیسی ہے"۔

ایک لمحہ تذبذب رہا۔

مگر پھر اس نے وہ سمیں تھام لیں۔

رات کو وہ حسبِ معمول اس سے بات کر رہا تھا۔

اسی دوران اس کے فون پر دو نئے نمبروں سے پیغامات آئے۔

"ہیلو"،

"ہائے جان"،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ گھبرا گئی۔ دل تیز دھڑکنے لگا۔

فوراً اسے پیغام لکھا،

"یہ دو نمبر مجھے تنگ کر رہے ہیں،، پتا نہیں کون ہے"۔

اس نے سکرین کی طرف دیکھا،

اور ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آگئی۔

چند لمحوں بعد اس کا پیغام آیا،

"میں انہیں بلاک کر رہی ہوں، آپ دیکھ لینا یہ کون ہیں"۔

اس کا دل جیسے اندر سے روشن ہو گیا۔

ایک سکون سا پھیل گیا۔

"یہ لڑکی، واقعی مخلص ہے"۔

اس کی محبت اور گہری ہو گئی۔اسی وقت اس کی کال آ گئی۔

"آپ بہت اچھے ہیں"۔

وہ ہنس پڑا۔

"بس تمہیں ہی لگتا ہوں یار"۔

وہ مسکرا کر بولی،

"بس مجھے ہی لگتے ہیں، کیا یہ کافی نہیں آپ کے لیے"؟

وہ نرم پڑ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کافی ہے، میری جان، یہی کافی ہے میرے لیے"۔

چند لمحے خاموشی رہی، پھر اس کی شرارتی آواز آئی،

"آپ کو پتا ہے ہمارا عشق مکمل کیسے ہوتا ہے"؟

"کیسے"؟

وہ ہنس کر بولی،

"دیکھیں نا، آپ کے نام میں ع اور ق ہے، اور میرے نام میں ش ہے، آپ میرا ع اور ق

ہے، اور میں آپ کی ش ہوں۔

یوں ہم ملیں تو 'عشق' بن جاتا ہے۔

اسی طرح ہمارا ساتھ ہونا ہی ہمارے عشق کو مکمل کرتا ہے"۔

وہ زور سے ہنس دیا۔

"عجیب پاگل لڑکی ملی ہے مجھے"!

وہ بھی ہنس پڑی۔

"پاگل تو ہوں،، مگر صرف آپ کے لیے"۔

وقت گزرتا گیا۔

دو برس،، پھر تین،، پھر پانچ۔

زندگی بدلتی رہی۔

مگر اس کا دل وہیں ٹھہرا رہا۔

وہ شہر سے تعلیم مکمل کر کے واپس گھر آگئی تھی۔

اب اس کی زندگی میں عبادت شامل ہو چکی تھی۔

وہ نماز پڑھنے لگی تھی، تہجد پڑھنے لگی تھی۔ قرآن پڑھنے لگی تھی۔

کیونکہ ایک دن عاقب نے کہا تھا،

"قسمت دعا سے بدل سکتی ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور اس نے اس بات کو ایمان بنالیا تھا۔

ہر نماز میں ایک ہی دعا،، ہر سجدے میں ایک ہی نام۔

گھر والے اسے اس روپ میں دیکھ کر خوش تھے۔اس کی کزن ثناءاس کے ساتھ عبادت کرتی، تہجد پڑھتی، قرآن پڑھتی۔

مگر وہ جانتی تھی،اس کے آنسو عبادت کے نہیں،، محبت کے تھے۔

شفا کو منظر یاد آتا جب عاقب نے اسے دعا کرنے کا کہا تھا۔

ایک دن شفا نے پوچھا تھا کہ،،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم شادی کب کریں گے"؟

وہ خاموش رہا، پھر بولا،

"یہ میرے اختیار میں نہیں،، دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے"۔

"کیا دعا سے آپ مجھے مل جائیں گے"؟

"ہاں،، اللہ دعائیں سنتا ہے، دعاؤں سے قسمتیں جاگ اٹھتی ہیں"۔

اس دن سے اس نے دعا کو اپنی زندگی بنالیا۔۔

ایک دن وہ اس سے بار بار کہہ رہی تھی،

"اب بات کرلیں گھر میں، میرے رشتے آنے لگے ہیں"۔

وہ پہلے ہی گھر والوں سے لڑ لڑ کر تھک چکا تھا۔

اس کے اندر کا دباؤ غصے میں بدل گیا۔

"میں نہیں کر سکتا تم سے شادی،

نہ یہ میرے بس میں ہے"!

الفاظ تیر بن کر اس کے دل میں اتر گئے۔

اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔کال کٹ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ وہیں بیٹھ کر روتی رہی۔

"ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ،،

ہمیشہ انہی لفظوں سے میری محبت کی توہین کرتا ہے، ذلیل کرتا ہے مجھے،،

وہ مرد ہو کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا"۔

ثناء نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔

"وہ مجبور نہیں ہے شفا، وہ نہیں کرنا چاہتا تم سے شادی،،

پچھلے ایک سال سے یہی کر رہا ہے۔ جب سے یہاں آئی ہو یہی کچھ سن رہی ہوں میں، کبھی غصہ، کبھی خاموشی۔

اور تم اب بھی اس کے پیچھے ہو"۔

وہ روتے روتے بے ہوش ہو گئی۔۔ ثنا اسے سنبھالنے لگی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ادھر وہ بھی آسان نہ تھا۔ وہ غصے کا تیز تھا۔ اسے ہر بات بحث لگتی۔ ہر سوال دباؤ لگتا۔

وہ اسے پیسے دینا چاہتا تھا، مگر وہ کبھی نہ لیتی۔

وہ اپنی جیب خرچ سے پیسے بچاتی،،

صرف اس سے بات کرنے کے لیے پیکج کرواتی۔

وہ کہتا،

""اگر میں دے دوں پیسے تو کیا طوفان آجائے گا""؟

وہ ہنس کر کہتی،

""مجھے ضرورت نہیں،، پلیز""۔

وہ اسی بات پر ناراض ہو جاتا۔

دو بار اس نے تحفے بھی بھیجے تھے۔

مگر اس نے کہہ دیا،

Clubb of Quality Content!

"نہ بھیجا کریں،، شادی ہو جائے تو آپ کی کمائی پر عیش کروں گی"۔

وہ ہنس بھی دیتے،، ناراض بھی ہو جاتے،، اسی ہنسی، ناراضی، رونے، منانے، دعا اور انتظار میں ان کی زندگی گزر رہی تھی۔

انہیں لگتا تھا وہ ساتھ ہیں،، مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ صرف محبت میں ساتھ تھے، زندگی میں نہیں۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کی حالت اب دیکھنے کے قابل نہ رہی تھی۔ کپڑے ایسے میلے اور بوسیدہ تھے جیسے برسوں سے دھلے نہ ہوں۔

دوپٹہ کندھوں سے ڈھلک کر مٹی میں رگڑ کھا رہا تھا۔

بال بکھرے ہوئے، الجھے ہوئے، جیسے کسی نے انہیں سنوارنے کی زحمت ہی نہ کی ہو۔

وہ کبھی آئینے میں خود کو دیکھتی،

تو اسے اپنا ہی عکس اجنبی لگتا۔

"کیا میں واقعی وہی ہوں؟

وہی،، جس کے خواب تھے، جس کے ہاتھوں میں مہندی کے رنگ تھے"۔؟

سوچ ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ ساس کی کڑک دار آواز نے اس کی سوچ توڑ دی۔

"اوئے! کہاں مر گئی؟ آ کر میرے پاؤں دبا"!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ چونک کر فوراً اٹھی۔

دوپٹہ سنبھالا،، نظریں جھکائیں،، اور دوڑتی ہوئی اس کے پاس جا بیٹھی۔

خاموشی سے اس کے پاؤں دبانے لگی۔

ہاتھ دب رہے تھے، مگر دباؤ اس کے ہاتھوں میں نہیں، اس کی قسمت میں تھا۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کمرے کے دوسرے کونے سے معذور نند کی چیخ سنائی دی۔

"مجھے کھانا دے جا جلدی! بھوک سے مر رہی ہوں"!

وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

ساس کے پاؤں ادھورے چھوڑ کر کچن کی طرف بھاگی۔

جلدی جلدی روٹی گرم کی، سالن ڈالا، اور پلیٹ لے کر اس کے پاس پہنچی۔

پلیٹ دیتے ہوئے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ خود صبح سے کچھ نہ کھا سکی تھی۔

اسی کمرے میں دوسری نند بیٹھی تھی۔

آئینے کے سامنے، میک اپ میں مصروف۔

وہ لپ اسٹک لگاتے ہوئے اپنے عکس کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آخر مجھ میں کمی کیا ہے؟

کوئی مجھے پسند کیوں نہیں کرتا"؟

اس کی آواز میں کڑواہٹ تھی،

مگر اسے یہ دکھ نظر نہیں آتا تھا کہ جس کو وہ حقارت سے دیکھتی ہے،

اس کی زندگی تو اس سے بھی کہیں زیادہ اجڑی ہوئی ہے۔

اسی لمحے صحن سے زور کی چھپاک کی آواز آئی۔

تین سال کی معصوم بچی کھیلتے کھیلتے نالے میں جا گری تھی۔

وہ خوف سے چیخنے لگی۔

"امییی"،،،،،

وہ دوڑتی ہوئی باہر آئی۔

گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بچی کو اٹھایا۔

بچی کیچڑ میں لتھڑی ہوئی تھی،ڈر کے مارے کانپ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اسے سینے سے لگائے ہی تھی کہ دروازہ زور سے کھلا۔

اس کا شوہر اندر داخل ہوا۔اس نے منظر دیکھا،،وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا۔

بچی کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا،،

اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔

چٹاخ کی آواز صحن میں گونج گئی۔

"منحوس عورت!

اپنی اولاد کا بھی خیال نہیں رکھ سکتی"!

وہ لڑکھڑا گئی۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

اس کے ہونٹ کانپنے لگے،،پھر اچانک وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"سارا دن تمہاری ماں اور بہنوں کی خدمت کروں،،

یا اپنی اولاد کا خیال رکھوں۔؟

ذرا غور سے دیکھو مجھے،،دیکھو!

کیا تھی میں،،اور کیا بن گئی ہوں"!

وہ اپنے میلے کپڑوں کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

"تم نے مجھے ملکہ سے ملازمہ بنا دیا،،

میری زندگی اجاڑ تم نے"۔

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ وہ آگے بڑھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

"تیری جیسی عورت کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہونا چاہیے۔

تو ہمیشہ یہی بھگتے گی"۔

وہ اسے جھنجھوڑ کر چھوڑ گیا۔ وہ وہیں زمین پر گر گئی۔ گھٹنوں سے لپٹ کر بیٹھ گئی۔

آنکھوں سے صرف آنسو نہیں،، جیسے اس کی پوری روح بہہ رہی تھی۔

صحن میں سب موجود تھے۔

مگر کسی کی آنکھ میں ترس نہ تھا۔

ساس خاموش،، نندیں خاموش،، شوہر سرد۔ اور وہ،، وہ زمین پر بیٹھی صرف ایک سوال سوچ رہی تھی:

"کیا واقعی عورت کی قسمت یہی ہوتی ہے۔؟

یا میں نے ہی غلط دروازہ کھٹکھٹایا تھا"۔؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی ہچکیاں صحن کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ مگر اس گھر میں کسی دل تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔۔۔۔

وہ دن رات دعائیں کرتی تھی۔ سجدے لمبے ہوتے جا رہے تھے۔ آنسو زیادہ گہرے،

اور امیدیں زیادہ نازک۔ وہ بس ایک ہی چیز مانگتی تھی۔اس کی محبت۔

وہ چاہتی تھی کہ زندگی مشکل ہو، تنگ ہو، سادہ ہو، مگر عاقب کے ساتھ ہو۔

اسی خیال میں گم وہ چارپائی پر بیٹھی تھی۔

نگاہیں کہیں دور ٹکی تھیں، جیسے دیواروں کے پار کوئی دنیا آباد ہو۔

اچانک ایک یاد نے اس کے ذہن میں دروازہ کھولا۔

وہ دن، جب اس نے کہا تھا:

''شفا، میں تم سے ملنا چاہتا ہوں،

لیکن اکیلی آنا،،اپنی دوست کو ساتھ مت لانا''۔

اس کا دل دھڑک اٹھا تھا۔

''ناراض تو نہ ہوں آپ،،؟وہ آئے گی، مگر الگ بیٹھ جائے گی''۔

اور پھر وہ دن آ ہی گیا تھا۔وہ رو باب کے ساتھ نکلی تھی۔راستے بھر اس کے ہاتھ پسینے سے بھیگتے رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے ہی رو باب سمجھداری سے دور جا بیٹھی۔

اور وہ دونوں ایک ہی کیبن میں آمنے سامنے تھے۔

وہ الجھی ہوئی تھی، خاموش، ڈری ہوئی،

مگر وہ نہیں۔وہ اس معاملے میں بہت پختہ تھا۔لڑکیوں سے بات کرنا، قریب آنا، لمس کرنا۔

اس کے لیے یہ سب نیا نہیں تھا۔اس نے خود بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔اس کی انگلیاں

سرد ہو گئیں۔ پھر اس نے اس کے ہاتھ پر ہونٹ رکھ دیے۔ اس کا دل جیسے سینے سے نکلنے لگا تھا۔

وہ کچھ کہہ بھی نہ سکی تھی کہ اس نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

وہ گھبرا گئی تھی۔

"میری جان،، گھبراؤ نہیں، میں حد جانتا ہوں"۔

وہ منظر وہیں دھندلا گیا تھا۔ وہ چونک کر حال میں واپس آئی۔ سانس بھاری ہو رہی تھی۔ مگر یادیں ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ایک اور آواز ذہن میں ابھری۔

"میری پہلے بھی گرل فرینڈز رہی ہیں،،

وہ بھی اچھی تھیں، تمہاری طرح۔

ان کے ساتھ بھی میں ایسا ہی تھا"۔

شفا کے ہاتھ بے اختیار اس کے چہرے پر آ گئے۔ وہ اپنی آنکھیں چھپا لینا چاہتی تھی۔

پھر ایک اور یاد،، ایک اور منظر،،،

"میں نے سب کو چھوڑ دیا ہے تمہارے لیے۔ اب بس تم ہو۔ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں"۔

اس دن اس کا دل سجدے میں گر گیا تھا۔

"مجھے اپنی محبت پر یقین تھا،، کہ ایک دن آپ کو بھی مجھ سے محبت ہو جائے گی"۔

"میں چاہتا ہوں ہماری شادی ہو،، ہم ہمیشہ ساتھ رہیں"۔

وہ جملہ اس کی روح میں چراغ بن کر جل اٹھا تھا۔ وہ انہی خیالوں میں گھر بنائے بیٹھی تھی۔

جہاں حقیقت کا کوئی راستہ نہ تھا۔

اسی دوران ایک اور یاد،، ایک اور منظر،،

"آپ ہر بات پر غصہ کیوں کرتے ہیں"۔؟

"تم ہر بات میں بحث کیوں کرتی ہو"؟

"میں بحث نہیں کر رہی،، بس بات صاف کرنا چاہتی ہوں"۔۔

ٹوں۔ کال بند۔ خاموشی۔ وہی خاموشی جس میں دل کی دیواریں دراڑیں لینے لگتی ہیں۔ وہ انہی خیالوں میں ڈوبی تھی کہ اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

وہ چونک کر پلٹی۔ ثنا تھی۔ جس کی آنکھوں میں فکر تھی۔

"شفا،، خود کو سنبھالو۔ تم جانتی ہو وہ ہمیشہ غصہ کرتا ہے۔ پھر اپنے آپ کو اس حد تک کیوں توڑ رہی ہو"؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کے ہونٹ کانپنے لگے۔

"مجھے اس سے وابستہ امیدیں،، اب بہت تکلیف دینے لگی ہیں، ثنا"۔

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔

"ایسا لگتا ہے،، ایک لمحے میں سب کچھ بکھر جائے گا،، اور میں سنبھال بھی نہیں پاؤں گی"۔

یہ کہتے ہی وہ ثنا کے گلے لگ گئی۔

اس کے آنسو ثنا کے دوپٹے میں جذب ہو رہے تھے۔ کمرے میں خاموشی تھی،،

مگر اس خاموشی میں ایک لڑکی کے خوابوں کے ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

ثنا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔اور دل ہی دل میں دعا کی:

"یا اللہ،،اس لڑکی کی حفاظت فرما"۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

گھر میں سب کچھ ٹھیک ہی رہتا تھا۔

امی ابو اپنے معمولات میں مصروف،

گھر میں سکون کی وہی مانوس فضا،

جیسے سب کچھ ٹھیک ہو۔

شفا بھی ان کے سامنے بالکل نارمل رہتی تھی۔ ہنستی، بات کرتی، کام کرتی،

بس اتنا معلوم ہوتا تھا کہ آج کل اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی۔

مگر جو دکھ دل میں ہو،،وہ چہرے سے کب مکمل چھپتا ہے۔

وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔

آنکھیں چھت پر جمی تھیں، جیسے وہاں کسی سوال کا جواب لکھا ہو۔

اتنے میں دروازہ آہستہ سے کھلا۔

حیا اندر آئی۔ وہ خاموشی سے اس کے پاس بیٹھی اور اس کا سر دبانے لگی۔

شفلا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"میری پیاری بہن،، پڑھائی کیسی جا رہی ہے"؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حیا خوش لہجے میں بولی:

"اچھی جا رہی ہے، آپی"۔

شفلا نے پوچھا:

"دوست اچھی ہیں تمہاری وہاں"؟

"جی آپی، بہت اچھی ہیں،، اور آپ کو پتا ہے؟ ساتھ والے گھر میں انکل عباس کی جو نئی بیوی آئی ہیں،، وہ حافظہ بھی ہیں، عالمہ بھی"۔۔

شفا کی نظریں اس کی طرف اٹھیں۔

"اچھا؟ پھر"؟

حیا کے چہرے پر روشنی پھیل گئی۔

"وہ بہت پیاری باتیں کرتی ہیں۔ میں دو بار ان کے پاس گئی ہوں۔ اب تو میرا نماز چھوڑنے کا دل ہی نہیں کرتا۔

اتنی خوبصورت باتیں کرتی ہیں"۔۔

شفا کے دل میں ہلکی سی لرزش ہوئی۔

"اور کیا کرتی ہیں وہ"؟

"آپی، ان کا نام فاطمہ ہے،، وہ تفسیر بھی پڑھاتی ہیں۔ آپ پڑھیں گی ان سے"؟

شفا نے دھیرے سے کہا:

"کیوں نہیں،، میں بھی پڑھوں گی"۔

حیا خوش ہو کر اٹھ گئی۔ کمرہ پھر خاموش ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا نے آنکھیں بند کر لیں۔اس کے لب بے آواز ہلنے لگے۔

"یا اللہ،،عاقب کے دل میں میرے لیے بے پناہ محبت پیدا کر دے،،وہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے،،ں میں کیسے مناؤں اسے؟ یا اللہ اسے مجھ سے دور نہ کرنا،،

اپنا رحم و کرم فرما"۔

دعا ختم ہوئی،،مگر بے چینی نہیں۔

اس نے آہستہ سے موبائل اٹھایا۔

اسکرین پر انگلی پھسلائی،،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور عاقب کی تصویریں سامنے آ گئیں۔

یہ اس کا معمول تھا۔عاقب کی تصویریں دیکھے بغیر اسے سکون نہیں ملتا تھا۔

وہ انہیں دیکھتی رہتی،،کبھی مسکراتی،،

کبھی آنکھیں بھر آتیں،،کبھی یوں لگتا جیسے وہ تصویر نہیں،اس سے بات کر رہی ہو۔

"کیوں ناراض ہو گئے ہیں۔؟

میں تو بس آپ کی ہی ہوں"۔۔

آنکھوں سے آنسو بہتے جاتے۔رات گہری ہو گئی تھی۔وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی ہی تھی کہ اچانک موبائل کی اسکرین روشن ہوئی۔اس کا دل زور سے دھڑکا۔

اس نے جلدی سے موبائل اٹھایا۔اسکرین پر ایک نام جگمگا رہا تھا۔دو دن کی ناراضی کے بعد،، آخر اسے یاد آ ہی گئی تھی۔اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔آنکھوں میں آنسو بھی تھے،،روشنی بھی۔بس ایک پیغام نے

اس کے دل کی ساری ٹوٹ پھوٹ سمیٹ دی تھی۔وہ پھر سے محبت میں ڈوب چکی تھی۔

اور محبت،، کبھی کبھی ایک پیغام سے بھی دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے۔۔۔

شفاء عاقب کے پیغام کے بعد پھر سے مسکرا اٹھی تھی۔اسے ہمیشہ ایسا ہی لگتا تھا جیسے اس کی دنیا صرف اسی ایک نام سے روشن ہوتی ہو۔

Clubb Quality Content

عاقب اکثر اسے سمجھاتا رہتا:

''شفا، ہمارا ملنا شاید ممکن نہیں،

حالات ہمارے ساتھ نہیں ہیں''۔

مگر شفا کو دعاوں پر یقین تھا۔ وہ دھیرے سے کہتی:

''کیا پتا دعا قبول ہو جائے،

کیا پتا اللہ ہمیں ملا دے''۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاقب کبھی ہلکا سا ہنس دیتا، کبھی خاموش ہو جاتا۔

''جب تک ساتھ نبھا سکتے ہیں، نبھاتے ہیں، اللہ پاک بہتر کرے گا''۔

اور شفا اسی ایک جملے پر راضی ہو جاتی۔ اسے اپنی محبت پر بھی یقین تھا،

اور اپنی راتوں کی دعاوں پر بھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ سچی محبت کبھی خالی نہیں جاتی۔

ایک دن اس نے ابو سے کہا:

"ابو،، شہر جانا ہے، کالج سے رزلٹ لینا ہے"۔

دوسرے دن باپ بیٹی شہر روانہ ہو گئے۔

شفا کالج گئی، اساتذہ سے ملی،

پھر اس کا دل چاہا کہ ہاسٹل بھی ہو آئے۔ وہ پرانی راہداریوں میں چلی تو یادوں کی ہلکی سی خوشبو پھیل گئی۔

اسی دوران وہ اپنی ہاسٹل فیلو نِمرہ کے کمرے میں جا بیٹھی۔

نمرہ اسے دیکھ کر مسکرائی، پھر اچانک سنجیدہ ہو گئی۔

"شفا،، تمہیں رباب کے بارے میں کچھ معلوم ہے"؟

شفا نے حیرت سے سر ہلایا۔

"نہیں،، کافی عرصہ ہوا بات نہیں ہوئی"۔

نمرہ کی آنکھوں میں عجیب سا بوجھ اتر آیا۔

"شفا،، چند دن پہلے،، اسے دو لڑکوں نے قتل کر دیا"۔

Clubb of Quality Content

لفظ جیسے فضا میں جم گئے۔

شفا کا جسم پتھر سا ہو گیا۔

"ک،، کیوں،،،؟ کیسے"؟،،

نمرہ نے آہستہ آہستہ کہا:

"،ہمیں بھی بعد میں پتا چلا،، وہ بہت غلط کاموں میں ملوث تھی،، ہر لڑکے سے بات کرتی،، ویڈیو کالز پر بے حیائی کرتی،،، پیسے لیتی،، ملنے بھی جاتی ان سے"،،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔

"ان دو لڑکوں سے بھی بہت کچھ لے رکھا تھا اس نے،، سی لیے انہوں نے"،،،

نمرہ رک گئی۔

پھر اس نے شفا کو غور سے دیکھا۔

"اور شفا،، وہ لڑکیوں کو بھی استعمال کرتی تھی،، اپنے بوائے فرینڈز سے بات کرواتی،، اگر کوئی لڑکی انہیں پسند آجاتی تو"،،،،

وہ جملہ مکمل نہ کر سکی۔

""تم اس کے ساتھ ایک کمرے میں رہتی تھیں،، تم محفوظ رہیں""؟

شفا نے بے اختیار سر ہلا دیا۔

""ہاں،، اس نے میری بات کروائی تھی کچھ لڑکوں سے،،

لیکن،، اس حد تک نہیں گئی میرے ساتھ""۔۔۔

اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

""وہ میرا خیال رکھتی تھی،، میں نہیں جانتی ایسا کیوں ہوا""۔۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

گھر واپس آنے کے بعد وہ ساری باتیں اس کے ذہن میں گونجتی رہیں۔

اور پھر ایک پرانی یاد اس کے سامنے ابھر آئی۔ رباب کی آواز جیسے پھر سے سنائی دینے لگی۔

""شفا،، تم نے اپنی پوری زندگی ایک ہی لڑکے پر ٹکا دی ہے""۔

شفا مسکرا کر بولی تھی:

""میں اس کے ساتھ خوش ہوں،، مطمئن ہوں""۔

رباب ہنس پڑی تھی۔

""تمہیں لگتا ہے وہ تم سے شادی کرے گا""؟

""ہاں کیوں نہیں؟ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے""۔۔

رباب کی ہنسی اس بار کچھ تلخ تھی۔

""اگر محبت کرتا،، یا شادی کرنا چاہتا،،

تو تم سے وہ گندی تصویریں کیوں بنواتا""؟

شفا کا دل دھڑکا تھا۔

""اسے تم میں نہیں،، تمہارے جسم میں دلچسپی ہے،،اور پتا نہیں کتنی لڑکیوں کے ساتھ ایسا رہا ہو گا""۔

""نہیں،،ایسا نہیں ہو سکتا،،وہ مجھ سے محبت کرتا ہے""۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یاد کا منظر دھندلا گیا۔اچانک ایک اور یاد ابھری۔

‘‘شفاِ،، تم بہت پیاری ہو’’۔۔

‘‘آپ بھی پیارے ہیں’’۔۔

عاقب ہنستے ہوئے بولا تھا:

‘‘پتا ہے؟میری جو پچھلی گرل فرینڈز تھیں،،ان کے ساتھ بھی میں یہی سب کرتا تھا،، لیکن میں اپنی حد جانتا ہوں وہ خود ہی میرے پاس آتی تھی’’۔۔۔

Clubb of Quality Content

شفاِ کے دل میں کچھ ٹوٹا تھا۔

‘‘پلیز،،ان کا ذکر نہ کیا کریں،،مجھے اچھا نہیں لگتا’’۔۔

‘‘ارے پاگل لڑکی،، تمہیں سب سچ بتا رہا ہوں’’۔۔

‘‘نہ بتایا کریں،، کیا میں آپ کے لیے کافی نہیں محبت کے لیے’’۔؟

کیا ان میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں؟

"نہیں،،وہ بھی میری گرلفرینڈز تھیں اور تم بھی،فرق کیا ہونا ہے`۔

عاقب نے ہنسی میں بات ٹال دی تھی۔

مگر اس کے بعد بھی وہ کبھی کبھاران کا ذکر کرتا رہتا۔اور ہر بار شفاءکے دل میں طوفان اٹھتا۔وہ عاقب کو کسی کے ساتھ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

ایسی باتیں سن کر اس کی روح تک جل اٹھتی تھی۔مگر پھر بھی،،وہ سب برداشت کر لیتی تھی۔کیونکہ اس کے لیے محبت درد سے بڑی تھی۔اور امید

حقیقت سے زیادہ مضبوط۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کئی دن گزر گئے تھے مگر اس کا دل اب بھی بوجھل تھا۔وہ رباب کے بارے سوچتی۔وہ اکثر خاموش بیٹھی رہتی،جیسے سوچوں کی کسی دھند میں گم ہو۔پھر وہ عاقب کے بارے

سوچتی۔ ایک نام تھا جو اس کے ذہن سے اترتا ہی نہ تھا، ایک یاد تھی جو دل کے کسی کونے میں مسلسل دھڑکتی رہتی تھی۔

اس روز بھی وہ جائے نماز پر کھڑی تھی۔ الفاظ لبوں سے ادا ہو رہے تھے مگر دل کسی اور ہی سمت جھکا ہوا تھا۔ سجدے میں گئی تو آنسو پلکوں کی حد سے نکل کر جائے نماز میں جذب ہونے لگے۔ وہ کسی انسان سے نہیں، اپنے رب سے بات کر رہی تھی،، مگر دل میں درد اسی محبت کا تھا جسے وہ دعاؤں میں مانگتی تھی۔

نماز سے فارغ ہو کر وہ آہستہ سے اٹھی اور کچن میں چلی آئی جہاں گھر کے سب افراد موجود تھے۔ چولہے کی ہلکی آنچ، برتنوں کی آواز اور ماں کی موجودگی نے فضا کو مانوس بنا رکھا تھا۔

ماں نے اسے دیکھتے ہی محبت سے پوچھا،

''کیا بات ہے بیٹا؟ آج تم کچھ اُداس لگ رہی ہو''۔

وہ چونکی، جیسے خیالوں سے باہر آئی ہو۔ ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر لا کر بولی،

''نہیں امی، ایسی کوئی بات نہیں،، بس سوچ رہی تھی آگے ماسٹرز کر لوں۔ یوں فارغ بیٹھنے سے کیا حاصل''؟

ماں کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

"بالکل ٹھیک سوچا تم نے۔ شہر کے کالج کی بس بھی تو اب یہاں سے گزرنے لگی ہے، تم آسانی سے جا سکو گی"۔

اس نے سر ہلایا۔

"جی امی، میرا ابھی وہی ارادہ ہے۔ آج ہی ابو سے بات کرتی ہوں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یوں چند ہی دنوں میں اس کا داخلہ ہو گیا۔ اب اس کی زندگی میں ایک نیا معمول شامل ہو چکا تھا۔ وہ روز کالج جاتی، نئی کتابوں، نئی باتوں اور نئے لوگوں کے درمیان خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتی۔ ہم جماعتیں خوش اخلاق تھیں اور اساتذہ علم کے ساتھ ساتھ کردار کی روشنی بھی بانٹتے تھے۔

کلاس میں اکثر اسلامی موضوعات زیرِ بحث آتے، اور عجیب بات یہ تھی کہ یہی گفتگوئیں اب اس کے دل کو سکون دینے لگی تھیں۔

آج بھی کلاس میں ایک سنجیدہ موضوع پر بات ہو رہی تھی:

"انسان کے دکھ اور اللہ کی حکمت"

پروفیسر کہہ رہی تھی،

"بعض اوقات جو چیز ہم سے چھن جاتی ہے، وہ سزا نہیں ہوتی بلکہ دل کو اللہ کی طرف موڑنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ دنیا کی محبتیں دل کو بے چین کرتی ہیں، مگر اللہ کی محبت دل کو ٹھہرا دیتی ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ ہمہ تن گوش بیٹھی تھی۔ ہر لفظ جیسے اس کے اندر اترتا جا رہا تھا۔ پروفیسر نے مزید کہا،

"جب بندہ کسی انسان کے سامنے ٹوٹتا ہے تو وہ کمزور ہو جاتا ہے، مگر جب اللہ کے سامنے ٹوٹتا ہے تو مضبوط ہو جاتا ہے"۔

اس کے دل میں جیسے کوئی گرہ آہستہ آہستہ کھلنے لگی۔ پہلی بار اسے محسوس ہوا کہ شاید زندگی صرف کھونے کا نام نہیں،، شاید یہ سمجھنے کا نام ہے کہ اصل سہارا کون ہے۔

وہ خاموش بیٹھی رہی، مگر اس کے دل میں ایک نیا سکون اتر رہا تھا۔ایسا سکون جو آنسوؤں کو روک نہیں رہا تھا، مگر انہیں بامعنی ضرور بنا رہا تھا۔۔۔

کالج سے واپس آتے ہوئے اچانک اسے بہن کی وہ بات یاد آئی جس میں اس نے پڑوس میں آنے والی ایک عالمہ کا ذکر کیا تھا۔دل میں ہلکی سی جھجک کے باوجود اس نے ماں سے اجازت لی اور شام ڈھلے ساتھ والے گھر کی طرف چل پڑی۔

دروازہ نیم وا تھا۔اندر داخل ہوئی تو نرم سی تلاوت کی آواز فضا میں گھلی ہوئی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے حلقہ بنا کر بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔اس منظر نے اس کے دل پر عجیب سا اثر ڈالا۔ جیسے شور بھری دنیا سے نکل کر کسی سکون کے باغ میں آ گئی ہو۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی تو سامنے ایک باوقار خاتون نظر آئیں۔اس نے مؤدبانہ سلام کیا۔

فاطمہ طیب نے مسکرا کر جواب دیا اور محبت سے پوچھا،

"تم شاید حیا کی بہن ہو"؟

اس نے سر ہلایا۔

"جی، میں اسی کی بہن ہوں"۔

وہ مسکرائیں۔

"وہ اکثر تمہارا ذکر کرتی ہے۔ کہتی ہے میری آپی بہت اچھی ہیں، نماز پڑھتی ہیں، نرم دل ہیں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سن کر اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ آواز بھرا گئی۔

"میں اچھی نہیں ہوں،، میں تو بہت گناہ گار ہوں بھابھی"۔

فاطمہ نے فوراً شفقت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ایسا نہیں کہتے۔ اللہ تو غفور اور رحیم ہے۔ بندہ پلٹ آئے تو وہ سب معاف کر دیتا ہے"۔

وہ کچھ دیر خاموش رہی، پھر دھیرے سے بولی،

"میں آپ سے قرآن کی تفسیر پڑھنا چاہتی ہوں،، کیا آپ مجھے پڑھائیں گی"؟

فاطمہ کے چہرے پر نور سا پھیل گیا۔

"کیوں نہیں، ضرور پڑھاؤں گی"۔

اس دن کے بعد اس کی زندگی میں ایک اور معمول شامل ہو گیا۔ صبح کالج، دوپہر میں تھوڑا سا مطالعہ، اور عصر کے وقت تفسیر کی محفل۔ اس نے اسے بھی بتا دیا تھا کہ اب وہ قرآن سمجھ کر پڑھ رہی ہے۔

چند مہینوں میں فاطمہ سے اس کی ایسی انسیت ہو گئی کہ وہ اپنا ہر دکھ، ہر خوف ان کے سامنے رکھ دیتی۔ اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ شاید دل کا بوجھ بانٹنے سے ہلکا ہو جاتا ہے۔

ایک دن تفسیر پڑھتے ہوئے آیاتِ حجاب اور نامحرم کی حدود کا ذکر آیا۔

تقربوا الزنا ۖ إنه كان فاحشة وساء سبيلا

(سورۃ بنی اسرائیل 32 :

ترجمہ:

"اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ کھلی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نہایت حکیمانہ انداز میں صرف زنا سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے قریب جانے سے بھی روک دیا، کیونکہ اسلام جرم کے وقوع سے پہلے اس کے اسباب اور راستوں کو بند کرتا ہے۔ "قریب نہ جاؤ" کے الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ تمام اعمال، تعلقات اور حالات جو انسان کو اس گناہ تک لے جا سکتے ہیں، سب ممنوع ہیں۔ اس میں ناجائز تعلقات قائم کرنا، نامحرم سے بے تکلف گفتگو کرنا، خلوت میں ملنا، شہوت انگیز نظر ڈالنا، دل میں ناجائز محبت پروان چڑھانا، جسمانی قربت اختیار کرنا، اور ہر وہ طرزِ عمل شامل ہے جو آہستہ آہستہ انسان کو حدودِ الٰہی سے باہر لے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے "فاحشہ" فرمایا، یعنی نہایت بے حیائی اور کھلا گناہ، کیونکہ یہ صرف ایک فرد کا نہیں بلکہ خاندان، معاشرے اور نسلوں کے اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے۔ پھر اسے "برا راستہ" کہا، اس لیے کہ یہ وقتی لذت دے کر انسان کو ندامت، بے سکونی، رسوائی اور اللہ کی ناراضی کی

طرف لے جاتا ہے۔اس آیت میں دراصل انسان کی عزت، عفت اور روحانی پاکیزگی کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ شیطان کے دھوکے میں آکر آہستہ آہستہ گناہ کی کھائی میں نہ گرے۔اسلام دل، نگاہ، زبان اور جسم سب کی حفاظت چاہتا ہے، کیونکہ جب ابتدا کے دروازے بند ہوں گے تو انجام کی تباہی سے بھی بچاؤ ممکن ہو گا۔

جب ترجمہ پڑھا گیا اور اس کی وضاحت کی گئی تو اس کا دل جیسے لرز گیا۔ہاتھ کانپنے لگے، سانس بھاری ہو گئی، اور آنسو بے قابو ہو کر بہنے لگے۔

وہ مزید نہ بیٹھ سکی۔اجازت لے کر گھر واپس آگئی۔

گھر پہنچ کر مغرب کی نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔سجدے میں گئی تو آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔اسے پہلی بار اپنے اعمال سے خوف محسوس ہو رہا تھا ۔ایسا خوف جو انسان کو توڑتا نہیں، جگا دیتا ہے۔

وہ ابھی دعا میں رو رہی تھی کہ اچانک کمرے میں ثناء آگئی۔اس نے اسے اس حال میں دیکھا تو فوراً پاس بیٹھ گئی اور اسے تھام لیا۔بس پھر کیا تھا،،وہ بے اختیار سب کچھ کہتی چلی گئی۔وہ سب جو اس نے کیا تھا،وہ سب جو عاقب کی باتوں میں آکر کیا تھا۔

ثناء حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔آنکھیں نم تھیں۔پھر اس نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر آہستہ سے کہا،

‘‘تم جانتی ہو تمہارے نام کا مطلب کیا ہے’’؟

وہ سسک رہی تھی،بول نہ سکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ثناء بولی،

‘‘تمہارے نام کا مطلب ہے خیر"،،،

وہ رونے لگی۔

شفا۔،،تم تو خیر تھی،شر کیسے بن گئی’’؟

یہ کہتے کہتے وہ بے تحاشا رو پڑی اور اسے سینے سے لگا لیا۔

"اگر تمہیں اپنے گناہوں پر ندامت ہے تو توبہ کر لو۔اللہ معاف کر دے گا۔بس اس کی طرف لوٹ آؤ"۔

وہ سر ہلا کر روتے ہوئے معافی مانگنے لگی۔دل سے،سچے دل سے۔

کچھ دیر بعد وہ پانی لے آئی،اسے پلایا اور بستر کی طرف لے گئی۔وہ خاموش،پتھر سی بیٹھی رہی۔ذہن میں پرانی باتیں گونجنے لگیں۔

ایک آواز تھی جو یادوں سے نکل کر دل میں اتر رہی تھی:

"آپ جانتے ہیں جب بھی آپ ناراض ہوتے ہیں تو میں اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ آپ مان جائیں اور میرے پاس لوٹ آئیں"۔۔

پھر عاقب ہنسا،،وہی بے فکر ہنسی۔

"او یار، تم کتنی بے وقوف ہو۔اللہ کیوں چاہے گا کسی نامحرم کی ناراضی تم سے دور ہو؟اللہ تو نامحرم کے قریب جانے سے بھی منع کرتا ہے"۔

تب اسے یہ باتیں سمجھ نہ آئی تھیں۔

آج ہر لفظ تیر بن کر دل میں اتر رہا تھا۔

وہ آنکھیں بند کیے بیٹھی رہی،،اور پہلی بار اسے لگا کہ شاید توبہ صرف زبان سے نہیں ہوتی۔ دل کے ٹوٹنے سے ہوتی ہے۔۔۔

رات گہری ہو چکی تھی۔کمرے کی بتّی مدھم تھی اور موبائل کی اسکرین اس کے چہرے پر ہلکی سی روشنی ڈال رہی تھی۔دل میں ایک ہی بات بار بار ابھر رہی تھی،اور آخر کار اس نے لکھ دیا:

''ہم جلدی نکاح کیوں نہیں کر لیتے''؟

چند لمحے خاموشی رہی، پھر جواب آیا۔الفاظ میں بے چینی تھی۔

’’میں کیا کروں،، مجھے سمجھ نہیں آتا کیا کروں۔ یہ سب سوچ کر میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔گھر والے نہیں مانیں گے،، مجھے بہت ٹینشن ہوتی ہے‘‘۔

وہ پڑھتے ہی رو پڑی۔آنسو اسکرین پر ٹپکنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

’’پلیز،، آپ مجھے کبھی چھوڑنا نہیں۔میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔مجھ سے نکاح کر لیجیے،، میں بس یہی چاہتی ہوں‘‘۔۔

دوسری طرف سے کچھ دیر بعد پیغام آیا:

"میری جان، میں بھی تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں،، لیکن میں کیا کروں؟ میری فیملی نہیں مانتی۔ ہمارے ہاں وعدوں کے بڑے پکے ہوتے ہیں،، اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ میں پھر بھی کوشش کر رہا ہوں۔ تم روؤ مت،، اللہ بہتر کرے گا"۔۔

وہ انہی لفظوں کا سہارا لے کر خاموش ہو گئی۔

"وہ کوشش تو کر رہا ہے"۔۔

اسی امید پر اس نے دل کو پھر بہلا لیا۔

وقت اسی کشمکش میں گزرتا رہا۔

Clubb of Quality Content

ایک دن وہ اور ثناء نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ جائے نماز ابھی بچھے تھے۔ ثناء نا نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور آہستہ سے بولی:

''تم اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتی، شفا''؟

وہ چونک گئی۔ جیسے کسی نے اس کے دل کے زخم پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

''میں نہیں چھوڑ سکتی اسے،، جس کے ساتھ میں نے گناہ کیے،، اسی کے ساتھ نکاح بھی ہونا چاہیے۔ اب میں بس یہی چاہتی ہوں۔ میں بہت گناہ گار ہوں،، بہت''۔

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔

ثناء نے گہرا سانس لیا اور نرمی سے کہا:

''تم کون ہوتی ہو اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے گناہ گار ٹھہرانے والی؟ یہ فیصلہ تم نے کب سے سنانا شروع کر دیا؟ فیصلے اللہ کے ہوتے ہیں، شفا۔ وہ چاہے تو ذرا سی نیکی پر بھی بخش دے،، اور چاہے تو سچی توبہ پر سب مٹا دے''۔

وہ خاموش سن رہی تھی۔

ثناء نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''کیا تم سمجھتی ہو کہ گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ اسی انسان کے ساتھ بندھی رہو؟ اگر وہ تمہارے نصیب میں نہیں تو؟ اگر اللہ تمہیں کسی اور آزمائش سے بچا رہا ہو تو؟ تم اسے کیوں پکڑے ہوئے ہو،، اللہ کو فیصلہ کرنے دو''۔

شفا کی آنکھیں بھر آئیں۔

‘‘لیکن میں نے اس کے ساتھ،، حدیں پار کیں،، اب میں کیسے پیچھے ہٹ جاؤں’’؟

‘‘پیچھے ہٹنا بزدلی نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی یہ توبہ کی پہلی سیڑھی ہوتا ہے۔اللہ سے جڑ جاؤ۔اگر وہ تمہارے حق میں ہے تو خود راستے کھل جائیں گے۔اور اگر نہیں ہے تو یقین کرو، اللہ اس سے بہتر عطا کرے گا’’۔

کمرے میں سکوت پھیل گیا۔

شفا گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

اسے پہلی بار لگا کہ شاید وہ محبت نہیں، خوف میں بندھی ہوئی ہے۔

خوف کہ اگر یہ رشتہ ٹوٹ گیا تو اس کے گناہوں کا کیا بنے گا۔

خوف کہ شاید یہی اس کی واحد پناہ ہے۔ مگر آج ایک نیا خیال دل میں ابھرا۔

‘‘اگر اصل پناہ اللہ ہے تو’’؟

Clubb of Quality Content ناولز کلب

وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

آنکھوں میں آنسو تھے، مگر ان میں پہلی بار سوال بھی تھا۔

شاید اس کی آزمائش صرف محبت چھوڑنے کی نہیں،، اللہ پر بھروسا کرنے کی تھی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔

شفااب تفسیرِ قرآن دل سے پڑھنے لگی تھی۔ آیات کو صرف دہراتی نہیں تھی، سمجھتی بھی تھی۔ کالج میں اس کی کارکردگی اچھی جا رہی تھی، اساتذہ اس سے مطمئن تھے، ساتھیوں میں عزت تھی۔ بظاہر سب کچھ درست تھا۔

مگر ایک خلش تھی،،

اور وہ خلش عاقب کا بدلتا ہوا رویہ تھا۔

وہ اب بات بات پر جھنجھلا جاتا۔ذرا سی بات پر سخت لہجہ اختیار کر لیتا۔کبھی طنز کر دیتا، کبھی اس کی ""اوقات"" یاد دلا دیتا۔اور شفا،، وہ ایسی تھی کہ محبت کی خاطر اپنی عزتِ نفس تک کو روند چکی تھی۔اسے بس ایک خوف تھا۔جدائی کا خوف۔اسی خوف میں وہ ہر تلخ جملہ سہہ جاتی، ہر بے اعتنائی برداشت کر لیتی۔

کئی دنوں سے اسے محسوس ہو رہا تھا کہ عاقب اب اس سے اکتانے لگا ہے۔

آخر ایک دن اس نے ہمت کی۔

""کیا آپ مجھ سے تنگ آ چکے ہیں""؟

چند لمحے خاموشی رہی، پھر دوسری طرف سے بھاری آواز آئی۔

""تم سے تنگ نہیں ہوں،، تمہاری باتوں سے تنگ ہوں۔میں خدا تو نہیں ہوں نا کہ سب کچھ ٹھیک کر دوں۔نہ ہی سب کچھ میرے اختیار میں ہے۔لیکن بار بار نکاح، شادی، رشتے کی بات نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔آخر کیا کروں میں؟ صرف تم ہی محبت کرتی ہو؟ اتنا جتاتی رہتی ہو،، سمجھتی کیا ہو خود کو""؟

یہ الفاظ جیسے تیر تھے۔

شفا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، مگر اس نے کچھ نہ کہا۔ وہ ہمیشہ کی طرح خاموش ہو گئی۔

ادھر عاقب کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ وہ جذباتی تھا، حالات سے تھکا ہوا تھا، گھر والوں کے دباؤ سے پریشان تھا۔ مگر سچ یہ بھی تھا کہ کہیں نہ کہیں وہ شفا کو اپنے خاندان کے معیار کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔

اس کا خاندان علاقے کے بااثر اور دولت مند لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ وہ گاؤں کے سردار تھے، اور اپنے وعدوں کے سخت پابند۔ عاقب کی شادی بچپن ہی میں خاندان کے ایک طے شدہ وعدے پر رکھی جا چکی تھی۔ اس حقیقت نے اسے اندر سے دو حصوں میں بانٹ دیا تھا۔ ایک طرف محبت، دوسری طرف خاندان کی انا۔

ایک شام وہ اپنے دوست ریحان کے ساتھ کیفے میں بیٹھا تھا۔ سامنے چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

عاقب نے بے زاری سے کہا،

"یار، میں تھک گیا ہوں۔ گھر والے مانتے نہیں، اور شفا نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے۔ ہر وقت نکاح، نکاح،، کیا کروں میں"؟

ریحان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا، پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا،

"تو سیدھا سا حل ہے۔ نظر انداز کرنا شروع کر دے۔ جیسے پہلے اسے انتظار کرواتا تھا نا، ویسے ہی کر۔ ہر بات پر الجھ پڑ، ٹھنڈا رویہ رکھ۔ خود ہی تھک جائے گی"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاقب نے پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

"اب بھی تو ایسا ہی کر رہا ہوں، پھر بھی نہیں مانتی۔ چھوڑنے پر راضی ہی نہیں ہوتی"۔

ریحان نے کندھے اچکائے۔

"یار، یہی رویہ جاری رکھ۔ایک سال، دو سال،، دیکھنا خود ہی چھوڑ دے گی۔جب اسے احساس ہوگا کہ تو اسے کچھ سمجھتا ہی نہیں، تب خود پیچھے ہٹ جائے گی"۔

عاقب خاموش ہو گیا۔

چند لمحے سوچتا رہا، پھر آہستہ سے سر ہلا دیا۔

شاید یہی آسان راستہ تھا۔

بات ختم کرنے کی ہمت نہیں تھی،

اس لیے رویہ بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔

اسی دن سے اس نے سرد مہری کو عادت بنا لیا۔

پیغامات دیر سے آتے، جواب مختصر ہوتے،

باتوں میں چبھتی ہوئی بے نیازی شامل ہو گئی۔

اور ادھر شفا،، وہ ہر بدلتے لفظ کے ساتھ تھوڑی تھوڑی ٹوٹتی جا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر اب فرق یہ تھا کہ اس کے ہاتھ میں تفسیرِ قرآن بھی تھی،،اور دل میں ایک نئ بیداری جنم لے رہی تھی۔

شاید آزمائش ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

بلکہ اصل امتحان تو اب شروع ہوا تھا۔۔۔

شفااب ہر سجدے میں اپنا دل کھول دیتی تھی۔وہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی،اپنے دل کا درد سناتی،اور پھر اسی ہستی سے اسی شخص کو مانگ بھی لیتی۔اسے خود سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ زیادہ کس چیز کے لیے رو رہی ہے۔محبت کے لیے یا مغفرت کے لیے۔

گھر میں وہ معمول کے مطابق رہتی۔ماں باپ کے سامنے مسکرا دیتی، باتیں کرتی، جیسے سب ٹھیک ہو۔مگر دل کے اندر ایک مسلسل کشمکش جاری رہتی۔

اس روز بھی وہ عصر کے وقت فاطمہ کے پاس تفسیر کی محفل میں بیٹھی تھی۔کمرے میں ہلکی سی خاموشی تھی۔چند بچیاں قرآن پڑھ رہی تھیں۔فاطمہ نے آج جس آیت کا انتخاب کیا، وہ سن کر شفا کا دل لرز گیا۔

وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

Clubb of Quality Content!

)سورۃ البقرہ(216 :

ترجمہ:

"اور ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو، اور ممکن ہے تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے برا ہو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

فاطمہ نے نرم لہجے میں وضاحت کی کہ یہ آیت انسان کے محدود علم اور اللہ کے کامل علم کے درمیان فرق کو واضح کرتی ہے۔ انسان اپنی خواہش، جذبات اور وقتی احساسات کی بنیاد پر کسی چیز کو اپنے حق میں بہتر سمجھ لیتا ہے، مگر اسے انجام کا علم نہیں ہوتا۔ بعض اوقات جس رشتے، جس خواہش یا جس شخص کو وہ اپنی زندگی کی ضرورت سمجھتا ہے، وہی اس کے دین، عزت یا سکون کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اور جس تکلیف، جدائی یا آزمائش سے وہ بھاگتا ہے، وہی دراصل اس کے لیے خیر کا دروازہ کھولنے والی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دلوں کے حال، مستقبل کے انجام اور ہر پوشیدہ حقیقت کو جانتا ہے، اس لیے اس کا فیصلہ بندے کی خواہش سے زیادہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس آیت میں بندے کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ اپنی محبتوں اور نفرتوں کو بھی اللہ کے فیصلے کے تابع کر دے، کیونکہ اصل علم اسی کے پاس ہے، اور بندہ صرف ظاہری پہلو دیکھتا ہے۔

یہ سن کر شفا کا دل جیسے تھم گیا۔

”ممکن ہے تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے برا ہو“۔

یہ جملہ اس کے اندر بار بار گونجنے لگا۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جسے وہ اپنی زندگی کا سہارا سمجھ رہی ہے، وہی اس کے لیے آزمائش ہو؟

کیا یہ بھی ممکن ہے کہ جدائی ہی اس کے حق میں بہتر ہو؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آنکھوں سے خاموش آنسو بہنے لگے۔ آج اس نے پہلی بار اپنی دعا میں ایک نیا جملہ شامل کرنے کا سوچا:

”یا اللہ، اگر وہ میرے حق میں بہتر ہے تو اسے میرا مقدر بنا دے،

اور اگر نہیں، تو میرے دل کو اس سے آزاد کر دے“۔

یہ کہنا آسان نہ تھا۔ مگر شاید ایمان کا پہلا قدم یہی تھا۔اپنی چاہت کو اللہ کے فیصلے کے سپرد کر دینا۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد اس نے جائے نماز تہہ کی، بستر بچھایا اور تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ کمرے میں ہلکی سی خاموشی تھی، بس دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔اس نے موبائل اٹھایا اور حسبِ معمول اسی نام پر انگلی ٹھہر گئی۔

ابتدا میں باتیں معمول کے مطابق تھیں۔ادھر ادھر کی گفتگو، چند ہلکی مسکراہٹیں، چند مختصر جملے۔ مگر جیسے ہی اس نے دل کی کوئی بات کہی، فضا بدل گئی۔

عاقب کا لہجہ سخت ہو گیا۔

شفا نے دھیرے سے کہا،

"میں آپ کے ساتھ جینا چاہتی ہوں،، لیکن آپ مجھے پل پل موت کی طرف دھکیل رہے ہیں"۔

چند لمحے خاموشی رہی، پھر دوسری طرف سے قدرے جھنجھلائی ہوئی آواز آئی:

"ہمارا انجام تمہیں معلوم ہے۔ تم کیوں نہیں سمجھتیں؟ پھر ایسی باتوں کا کیا فائدہ؟ جان بوجھ کر ایسی باتیں کر کے میرا موڈ خراب کر دیتی ہو، پھر خود مظلوم بن جاتی ہو"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے دل پر جیسے کسی نے ہاتھ رکھ دیا۔

"آپ مجھے سمجھتے کیوں نہیں؟ مجھے تکلیف ہوتی ہے آپ کے ایسے رویّے سے"۔

عاقب کی آواز میں اب واضح غصہ تھا۔

"شفا، اب تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ میں ابھی سب ختم کر دوں۔ ویسے بھی میرے لیے اب رابطہ رکھنا مشکل ہوتا جا رہا ہے"۔

یہ جملہ سن کر اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے۔ جیسے زمین پاؤں کے نیچے سے کھسک گئی ہو۔

وہ فوراً بولی، آواز لرز رہی تھی:

"سوری،، میں آئندہ ایسی بات نہیں کروں گی۔ پلیز،، مجھے چھوڑنے کی بات نہ کریں۔ میں برداشت نہیں کر سکتی۔ پلیز"۔

وہ جانتی تھی کہ اس لمحے اسے خاموش ہو جانا چاہیے تھا، خود کو سنبھال لینا چاہیے تھا۔ مگر محبت کے خوف نے اس کی خودداری کو ایک بار پھر کچل دیا۔

وہ ہمیشہ کی طرح معذرت کرتی رہی، صفائیاں دیتی رہی، اپنی بات واپس لیتی رہی۔

اور ادھر وہ خاموش ہو گیا۔ جیسے اس کی بے بسی سن کر مطمئن ہو گیا ہو۔

کال ختم ہونے کے بعد کمرے میں پھر وہی خاموشی تھی، مگر اس بار اس کے اندر شور تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے احساس تھا کہ وہ ہر بار اپنی عزتِ نفس کو محبت کے قدموں میں رکھ دیتی ہے۔

ہر بار اس ایک خوف سے ہار جاتی ہے۔ کہ کہیں وہ چلا نہ جائے۔

آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔

وہ تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔

آج اسے پہلی بار شدت سے محسوس ہوا کہ محبت اگر سکون نہ دے، تو آہستہ آہستہ انسان کو اندر سے مار دیتی ہے۔

اور وہ،، اب بھی اسی محبت کو بچانے کے لیے خود کو کھو رہی تھی۔۔۔

شفا آہستہ آہستہ خود کو کھوتی جا رہی تھی۔ وہ دل کی بہت سادہ، بچگانہ سی لڑکی تھی۔ جو باتوں پر یقین کر لیتی تھی، جو وعدوں کو سچ سمجھتی تھی، جو محبت کو عبادت کا درجہ دے بیٹھتی تھی۔ مگر اب عاقب کے بدلتے رویّے کے پیچھے چھپی سرد مہری وہ سمجھنے لگی تھی۔

ہر طنز، ہر دیر سے آیا ہوا جواب، ہر ٹال دینے والا جملہ،، اب اسے چبھنے لگا تھا۔

وہ اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کرتی۔

''نہیں،،وہ بس پریشان ہے،،حالات خراب ہیں،،،وہ مجبور ہے''۔۔

مگر دل کے کسی کونے میں ایک سچ جاگ چکا تھا۔

جائے نماز پر بیٹھتے ہی اس کی آنکھیں بھر آتیں۔اب اس کی نمازیں لفظوں سے زیادہ آنسوؤں پر مشتمل تھیں۔

وہ کھڑی ہوتی تو ہچکیاں بندھ جاتیں،

سجدے میں جاتی تو آنسو مصلّے کو بھگو دیتے۔

کبھی کبھی اسے محسوس ہوتا جیسے وہ پورا سجدہ بس روتی ہی رہی ہو۔دعا کم،درد زیادہ۔

ایت سناؤ صبر کی قرآن سے

ورنہ الجھ پڑھوں گا میں سارے جہان سے

میرے صبر کی انتہا پوچھتے ہو

وہ شام اج بھی میرے سینے میں نقش ہے

ایک شخص جب پھر گیا تھا اپنی زبان سے

وہ کہتی:

"یا اللہ،، مجھے صبر دے،،

یا اللہ،، میرا دل سنبھال لے،،

یا اللہ،، اگر وہ میرے لیے نہیں تو مجھے اس سے آزاد کر دے"۔۔

مگر آنسو تھے کہ رکتے ہی نہ تھے۔

وہ بے سکون ہو چکی تھی۔

چہرہ مرجھانے لگا تھا۔ نیند کم ہو گئی تھی۔ دل ہر وقت بوجھل رہتا۔

گھر میں مگر محبت کی کمی نہ تھی۔

Clubb of Quality Content

ماں ہر وقت اس کی فکر کرتی۔ کبھی سر پر ہاتھ پھیر تیں، کبھی زبردستی کچھ کھلا دیتیں۔ اس کے ابو،، وہ تو اپنی بیٹی کو دیکھ کر مسکرا دیتے، جیسے اس کی خوشی ہی ان کی زندگی کا مقصد ہو۔

اس کا ماسٹرز مکمل ہو چکا تھا۔ انہی دنوں اس کے دل میں ایک نئی خواہش نے جنم لیا۔ سی ایس ایس کرنے کی خواہش۔ ایک بڑا امتحان، ایک بڑا خواب۔

گھر والوں نے حوصلہ دیا۔

ابو نے خاموشی سے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا بیچ دیا، صرف اس لیے کہ بیٹی بہتر کوچنگ لے سکے، آگے بڑھ سکے، کوئی بڑا مقام حاصل کر سکے۔

شفا کو جب یہ معلوم ہوا تو اس کا دل بھر آیا۔

اسے پہلی بار محسوس ہوا کہ دنیا میں کوئی محبت ایسی بھی ہوتی ہے جس میں شرط نہیں ہوتی، جس میں خوف نہیں ہوتا۔ صرف خلوص ہوتا ہے۔

آخری ایک ماہ کی تیاری کے لیے وہ اسلام آباد گئی۔ رہنے کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ وہ اب زیادہ تر وقت کتابوں میں گزارتی۔ نوٹس، لیکچرز، ریویژن۔ اس نے خود کو مصروف کر لیا تھا۔

مگر عاقب،، اسے یہ بات بھی ناگوار گزری کہ وہ اکیلی اتنی دور چلی گئی ہے۔

ایک رات وہ اپنے کمرے میں اکیلا لیٹا تھا۔ چھت کو گھورتا رہا۔ خیالات نے اسے گھیر لیا۔

"شاید وہ بھی باقی لڑکیوں جیسی نکلی۔ وہاں جا کر اس کے بھی تعلقات بن گئے ہوں گے،، ہر کسی سے بات کرتی ہو گی۔ رابطے بڑھ گئے ہونگے"۔

وہ خود ہی سوچتا رہا، خود ہی کہانیاں بناتا رہا۔ کوئی ثبوت نہ تھا، کوئی حقیقت نہ تھی۔ صرف اس کا بے قابو ذہن تھا۔

مگر یہی خیالات اس کے دل کو سخت کرنے کے لیے کافی تھے۔ اس نے شفا کو دل سے نکالنے کی کوشش شروع کر دی۔

پیغامات کے جواب دیر سے آتے۔

کبھی کبھار تو وہ بات کرنے سے بھی انکار کر دیتا، بہانے بنا لیتا۔

ادھر شفا کے امتحانات قریب تھے۔

وہ ایک طرف اسے منانے کی کوشش کرتی، دوسری طرف کتابوں میں سر جھکائے بیٹھی رہتی۔

کبھی نوٹس پڑھتے پڑھتے آنکھیں دھندلا جاتیں۔ کبھی پیپر کی تیاری کرتے کرتے دل میں اس کی سرد آواز گونجنے لگتی۔

زندگی اب دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔ ایک حصہ خوابوں کا تھا، جو سی ایس ایس کے نام پر جاگ رہا تھا۔

دوسرا حصہ ٹوٹتے ہوئے رشتے کا تھا، جو آہستہ آہستہ دم توڑ رہا تھا۔

وہ ہر روز خود کو سنبھالتی، ہر رات بکھر جاتی۔ اب محبت سکون نہیں رہی تھی، ایک مسلسل آزمائش بن چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور شفا،، ایک طرف اپنے باپ کی قربانی کا قرض لیے بیٹھی تھی،

دوسری طرف ایک ایسے رشتے کو بچانے میں لگی تھی جو شاید پہلے ہی اس کے ہاتھوں سے پھسل چکا تھا۔۔۔۔

شفا ہمیشہ سیاہ عبایا اور نقاب میں رہتی۔اس نے وہاں کسی سے دوستی نہیں کی تھی۔کلاس ختم ہوتی تو سیدھا لائبریری یا اپنے کمرے کی طرف چلی جاتی۔اس کی دنیا بس کتابیں تھیں، نوٹس تھے اور ایک مقصد سی ایس ایس تھا۔

وہ نظریں جھکائے چلتی، نظریں جھکائے بیٹھتی، اور نظریں جھکائے ہی پڑھتی۔

مگر ان دنوں کوئی تھا،، جو اسے دیکھتا تھا۔اس کا ایک فیلو۔وہ اکثر کلاس میں چند قطار پیچھے بیٹھا ہوتا۔کبھی وہ سر اٹھا کر شفا کو دیکھ لیتا، مگر جیسے ہی شفا کی سمت حرکت ہوتی، وہ فوراً نظریں جھکا لیتا۔جیسے پکڑے جانے سے ڈرتا ہو۔

Clubb of Quality Content

ایک دن کلاس ختم ہوئی۔ سب طلبہ باہر نکل گئے۔ شفا نے سوچا پانی پی لیا جائے۔ اس نے بیگ ایک طرف رکھا، ہلکے سے نقاب کو کنارے کیا اور بوتل سے پانی پینے لگی۔

کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا کوئی اسے دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی اس نے نقاب ہٹایا، اس کا چہرہ لمحہ بھر کو نمایاں ہوا۔ سادہ، بے ساختہ، تھکا ہوا مگر باوقار۔

وہ چند پل تک دیکھتا رہ گیا۔ پھر اچانک جیسے خود کو سنبھالا، نظریں جھکا لیں،، اور وہاں سے خاموشی سے چلا گیا۔

مہینے کے آخری دن تھے۔

Clubb of Quality Content

کوریڈور میں ایک کونے کی بینچ پر شفا بیٹھی اپنی اسائنمنٹ مکمل کر رہی تھی۔ سامنے کھلے ہوئے نوٹس، ہاتھ میں پین، ماتھے پر ہلکی سی شکن،، مکمل انہماک۔

تبھی قدموں کی آہٹ قریب آ کر رکی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"؟

شفا نے سر اٹھائے بغیر سخت لہجے میں کہا،

"آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے،، پلیز چند منٹ"۔

اب شفا نے نظر اٹھائی۔ آنکھوں میں ناگواری صاف تھی۔

"جو بات کرنی ہے، کھڑے ہو کر کر لیجیے۔ اور پھر یہاں سے چلے جایئے"۔

وہ ذرا سنجیدہ ہوا، پھر بولا،

"میرا نام مراد خان ہے"۔

شفا کا دھیان ابھی بھی اسائنمنٹ پر تھا۔

"تو"؟

"میں آپ سے ایک اجازت لینا چاہتا ہوں"۔

"کیسی اجازت"؟

اس نے بے پروائی سے پوچھا، مگر قلم چلتا رہا۔

مراد نے ایک گہری سانس لی۔

"میں آپ کے گھر رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں، اگر آپ اجازت دیں تو"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قلم اچانک رک گیا۔

شفا کے ہاتھ تھم گئے۔اس نے آہستہ سے سر اٹھایا۔آنکھوں میں غصہ صاف اتر آیا تھا۔

"آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟جو دل میں آئے کہہ دیں گے ؟ مجھے ایسی ویسی لڑکی سمجھنے کی کوشش بھی نہ کیجیے گا،،ورنہ"،،،،،،،،

اس نے پین کی نوک ہلکے سے اس کی گردن کی سمت کر دی۔

مراد ایک لمحے کو چونکا، پھر بے اختیار مسکرا دیا۔

"محترمہ، میں آپ کو ایسی ویسی نہیں سمجھتا۔اسی لیے تو سیدھا رشتے کی بات کر رہا ہوں"۔

پھر اس نے پین کی طرف دیکھ کر کہا،

"اور آپ تو خاصی خطرناک خاتون لگتی ہیں"۔

شفا نے جھنجھلا کر کتابیں سمیٹنا شروع کر دیں۔

وہ اٹھنے لگی تو مراد نے جلدی سے کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پلیز مجھے غلط مت سمجھیے۔ میں،، میں آپ کو پسند کرنے لگا ہوں۔ ایک بار مجھ پر اعتبار کر کے دیکھیے"۔

شفا نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔

بیگ کندھے پر ڈالا، نقاب درست کیا اور بغیر پیچھے دیکھے وہاں سے چلی گئی۔

اس کے قدم مضبوط تھے، رفتار سیدھی تھی، اور انداز میں وقار۔

پیچھے کھڑا امر ادا سے جاتا دیکھتا رہا۔

اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

دل ہی دل میں سوچا:

"بہت خطرناک لڑکی ہے،، مگر بہت اچھی ہے"۔

اور شفا،، وہ کوریڈور سے نکل کر دوبارہ اپنی دنیا میں داخل ہو چکی تھی۔

جہاں اس کے لیے اس وقت صرف ایک چیز اہم تھی: اسکا مقصد۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

امتحانات ختم ہو چکے تھے۔

کمرے میں کتابوں کے ڈھیر اب آہستہ آہستہ بیگ میں منتقل ہو رہے تھے۔ کپڑے تہہ ہو چکے تھے، نوٹس الگ رکھے جا چکے تھے۔ شفا گھر واپس جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ جسم یہاں تھا مگر دل نہ جانے کتنی سمتوں میں بٹا ہوا۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

اس کی روم میٹ نے چونک کر دروازہ کھولا۔ باہر ایک لڑکی کھڑی تھی۔ اس نے خاموشی سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ شفا کی طرف بڑھایا اور بغیر کچھ کہے چلی گئی۔

"یہ کیا ہے؟" روم میٹ نے حیرت سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شفانے کاغذ لیا۔ دل میں ایک انجانا سا خدشہ جاگا۔

جیسے ہی اس نے کاغذ کھولا، تحریر پہچانتے دیر نہ لگی۔

مراد کا خط تھا۔

پہلا جملہ پڑھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آنکھوں میں غصہ اتر آیا۔

خط میں لکھا تھا:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”محترمہ، پلیز مجھے غلط نہ سمجھیے۔ میں چاہتا تو آپ کا نمبر لے سکتا تھا، مگر میں ان عارضی رابطوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں آپ سے زندگی کا رابطہ چاہتا ہوں،، جہاں آپ میرے ساتھ ہوں، میری بن کر۔ پلیز ایک بار میرے بارے میں سوچیے۔ آپ مجھے بہت مہذب اور اچھی لڑکی لگتی ہیں۔ میرے دل کے ارادوں کا احترام کیجیے“۔

آخر میں ایک جملہ پشتو میں لکھا تھا:

“آیاته به زماد ژوندمل°ر°جو°°مدل خو°کا°°”؟

اور اس کے نیچے لکھا تھا:

“یہ لائن گوگل سے ٹرانسلیٹ کر لیجیے گا”۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا کے ہاتھ کانپ گئے۔ چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔

اسی دوران اس کی روم میٹ قریب آ گئی۔

“کیا ہوا”؟

اس نے خط اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ روم میٹ نے آخری پشتو والا جملہ گوگل ٹرانسلیٹ پر ڈالا اور ترجمہ پڑھ کر شفا کو دکھایا۔

الفاظ صاف تھے۔

”) کیا آپ میری شریکِ حیات بننا پسند کریں گی(؟“

سیدھا سوال۔ سیدھی نیت۔

شفا کچھ لمحے خاموش رہی۔ نظریں ادھر اُدھر بھٹکنے لگیں۔ جیسے کمرے کی دیواریں بھی اس سے کوئی جواب مانگ رہی ہوں۔

دل میں عجیب سی کشمکش تھی۔

روم میٹ دھیرے سے بولی:

”شفا، ایک بار سوچ لو۔ ایسے لڑکے اب نہیں ملتے جو سیدھا نکاح کی بات کریں۔ آج کل تو زیادہ تر لڑکے بس وقتی تعلق چاہتے ہیں، وقت گزارنے کے لیے۔ یہ کم از کم صاف بات کر رہا ہے“۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جملہ سن کر شفا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اسے عاقب یاد آیا۔اس کے وعدے،اس کی الجھنیں،اس کا بدلتا لہجہ۔ایک طرف سالوں کا تعلق،جو غیر یقینی میں جھول رہا تھا۔

دوسری طرف ایک اجنبی،جو سیدھے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے کی بات کر رہا تھا۔دل الجھ گیا۔

کمرے میں چند لمحے مکمل خاموشی رہی۔پھر شفا نے آنسو صاف کیے۔آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی مگر لہجہ مضبوط:

"تم،،اسے کوریڈور میں بلا دو۔میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روم میٹ نے چونک کر اسے دیکھا،پھر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے"۔

وہ جلدی سے باہر نکل گئی۔

شفا اکیلی رہ گئی۔

اس نے خط دوبارہ کھولا۔ آخری لائن پر نظریں ٹھہر گئیں۔

"کیا آپ میری شریکِ حیات بننا پسند کریں گی"؟

دل زور سے دھڑکنے لگا۔

یہ فیصلہ صرف ایک جواب نہیں تھا۔

یہ اس کی زندگی کی سمت بدل سکتا تھا۔

وہ گہری سانس لے کر کھڑی ہوئی۔ نقاب درست کیا۔ آنکھوں کے کنارے خشک کیے۔

کوریڈور میں قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

شاید مراد آچکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کوریڈور میں ہلکی سی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔شام کی روشنی کھڑکیوں سے اندر آکر فرش پر لمبی لکیر کی طرح پھیل رہی تھی۔شفا آہستہ قدموں سے کوریڈور میں آئی۔اس کے ہاتھ میں وہ خط تھا جس نے اس کے دل کو عجیب سی بے چینی میں مبتلا کر رکھا تھا۔

سامنے ہی مراد کھڑا تھا۔وہ پہلے ہی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔شفا کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔

شفا چند قدم کے فاصلے پر رک گئی۔اس کے چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں تھکن تھی۔

اس نے گہرا سانس لیا اور بات شروع کی۔

"دیکھیے،،میں نہیں جانتی کہ آپ مجھ میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں۔لیکن میں آپ کو ایک بات صاف صاف بتانا چاہتی ہوں"۔

مراد خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس کی نظریں سنجیدہ تھیں۔

شفا نے نظریں جھکا لیں۔

"جس لڑکی کو آپ مہذب اور اچھی کہہ رہے ہیں،،وہ مہذب نہیں ہے"۔

یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی۔

مراد کے چہرے سے مسکراہٹ آہستہ آہستہ مٹ گئی، مگر وہ اب بھی خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔

شفا کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"میں بہت گناہگار ہوں،، مجھ سے بہت گناہ ہوئے ہیں۔ محبت میں پڑ کر میں اللہ کی حدوں کو پار کر چکی ہوں"۔

اس نے ہلکے سے سر ہلایا۔

"اسی لیے میں نہیں چاہتی کہ آپ بھی اسی آگ میں کودیں۔ آپ براہِ کرم اپنا راستہ بدل لیں۔ یہاں سے آپ کو کچھ نہیں ملنے والا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوریڈور میں چند لمحوں کی خاموشی چھا گئی۔

مراد نے بازو سینے پر باندھ لیے اور سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں"؟

یہ سوال شفا کے دل پر جیسے چوٹ بن کر لگا۔

اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"پسند"؟،،

پھر ہلکی سی کڑوی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی۔

"وہ صرف پسند نہیں،، محبت ہے۔ایسی محبت جو لاحاصل ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آواز کانپنے لگی۔

"لیکن پھر بھی میں نے اپنی امید نہیں چھوڑی تھی۔مجھے لگتا تھا کہ ایک دن میں اسے پالوں گی،، مگر ایسا نہیں ہو سکا"۔

وہ لمحہ بھر کے لیے رک گئی۔

"وہ میرا ساتھ نبھا نہیں سکا"۔

یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے۔

"جس تعلق کو میں نے ہمیشہ دل سے اور وفا سے نبھایا،، وہ تعلق اب ختم ہونے کو ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ایک نظر مراد کی طرف دیکھا۔

"آپ کے سامنے آپ کی پوری زندگی پڑی ہے۔آپ اس کے بارے میں سوچیں۔مجھے تنگ نہ کریں۔میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں،، پلیز"۔

مراد خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

چند لمحوں بعد اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ نے میرے سامنے اپنی سچائی رکھی،، یہ مجھے اچھا لگا"۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"اور شاید یہی چیز آپ میں سب سے زیادہ پرکشش ہے"۔

شفا نے فوراً کہا۔

"جو بات میں آپ کو سمجھانے آئی ہوں، آپ اسے سمجھیں"۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

مراد نے سر ہلایا۔

"میں سمجھ چکا ہوں۔ میری تربیت ایک بہت مہذب خاتون نے کی ہے۔ اور میں لڑکیوں کی عزت کرنا جانتا ہوں۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا ساتھ دیں"۔

شفا نے آنسو صاف کیے اور قدرے جھنجھلا کر بولی۔

"آپ اتنے ڈھیٹ کیوں ہیں"؟

مراد ہلکا سا مسکرایا۔

"اور آپ اتنی ضد کیوں کرتی ہیں"؟

"میں ضد نہیں کر رہی۔ میں آپ کی بھلائی کی بات کر رہی ہوں"۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

مراد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور میں ڈھیٹ نہیں ہوں،، میں اپنی چاہت کی بات کر رہا ہوں"۔

شفا نے غصے بھری نظروں سے اسے دیکھا اور مڑ کر جانے لگی۔

تبھی پیچھے سے مراد کی آواز آئی۔

"ایڈوانس مبارک ہو،، فیوچر اسسٹنٹ کمشنر کو"!

شفا رکے بغیر بولی۔

"اچھی خوش فہمی ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مراد مسکرا کر بولا۔

"اب اسسٹنٹ کمشنر بننے کے بعد ہی ملاقات ہو گی، محترمہ"۔

شفا بغیر پلٹے آگے بڑھتی چلی گئی۔

کوریڈور میں اس کے قدموں کی چاپ آہستہ آہستہ مدھم ہوتی گئی۔

پیچھے مراد کچھ لمحوں تک وہیں کھڑا رہا۔اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں تھی۔وہ سنجیدہ نظروں سے خالی کوریڈور کو دیکھ رہا تھا،، جیسے پہلی بار اس نے اس لڑکی کے دل کے بوجھ کو محسوس کیا ہو۔۔۔

گھر کا دروازہ کھلا تو اندر ایک عجیب سی گرمجوشی پھیلی ہوئی تھی۔شفا ابھی اندر داخل ہی ہوئی تھی کہ حیا دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ تھام کر جھومنے لگی۔

"آپی آ گئیں! آپی آ گئیں"!

اس کی آواز میں معصوم خوشی تھی۔

ثناء بھی مسکراتی ہوئی پاس آگئی تھی۔دونوں بہنوں کی خوشی دیکھ کر شفا کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی،اگرچہ اس کے دل کے اندر کہیں ایک تھکن سی بسی ہوئی تھی۔

کچھ دنوں بعد، گھر میں اس وقت صرف وہ تینوں تھیں۔امی،دادی اور ابو ایک رشتہ دار کی شادی میں گئے ہوئے تھے۔

رات گہری ہوتی گئی۔

حیا کچھ دیر باتیں کرتی رہی، پھر تھک کر سو گئی۔کمرے میں مدھم سی روشنی رہ گئی تھی۔باہر رات کی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔

شفا اور ثناء ابھی جاگ رہی تھیں۔

شفا کے ہاتھ میں موبائل تھا۔وہ عاقب سے پیغامات میں بات کر رہی تھی۔

اچانک اسکرین پر عاقب کا پیغام نمودار ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بہت تھک چکا ہوں تم سے۔ تمہاری باتوں سے میں ڈپریشن میں چلا جاتا ہوں۔ میں مزید یہ رابطہ نہیں رکھنا چاہتا۔اب میں ان موبائل والے کاموں سے دور رہنا چاہتا ہوں"۔

یہ الفاظ پڑھتے ہی شفا کے دل پر جیسے کسی نے بھاری پتھر رکھ دیا ہو۔

اس کی سانس رک سی گئی۔

آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہنے لگے۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے ایک ہی پیغام لکھا۔

"اگر میں آپ کی زندگی سے چلی جاؤں تو آپ اس ٹینشن سے آزاد ہو جائیں گے"؟

پیغام بھیجنے کے بعد وہ اسکرین کو دیکھتی رہی۔ لمحے گزرتے گئے۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔

وہ رات شفا کی زندگی کی شاید سب سے طویل رات تھی۔

وہ بستر پر بیٹھی رہی،، کبھی روتی، کبھی خاموش ہو جاتی، کبھی موبائل کو دیکھتی۔اس کے دل میں ایک ہی خیال بار بار ابھر رہا تھا۔

"شاید میرا چلے جانا ہی بہتر ہے،،

وہ اب میری بات نہیں سنے گا،،

نہ ہی مجھے سمجھے گا،،

اگر وہ مجھ سے دور ہو کر خوش رہ سکتا ہے تو مجھے یہی کرنا ہو گا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر اگلے ہی لمحے اس کا دل چیخ اٹھتا۔

"لیکن میں کیسے جیوں گی"۔۔؟

وہ سوچ سوچ کر روتی رہی۔آخر کار تہجد کا وقت ہو گیا۔رات کی خاموشی میں جیسے ایک نورانی سکون اتر آیا تھا۔

اسی لمحے شفا نے دل میں ایک فیصلہ کر لیا۔اس نے موبائل اٹھایا اور عاقب کو آخری پیغام لکھا۔

"میں جا رہی ہوں،،اب کبھی واپس نہیں آؤں گی۔آپ اپنی زندگی میں خوش رہیں۔میری چاہت تو یہ تھی کہ میں آپ کو دیکھوں، سنوں اور آپ کے ساتھ زندگی گزاروں،، مگر شاید یہ ممکن نہیں تھا۔آپ خوش رہیں، اپنی ذہنی حالت کو سنبھالیں، ٹینشن سے آزاد رہیں۔ فی امان اللہ"۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

پیغام بھیجتے ہی شفا کا دل ٹوٹ کر بکھر گیا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اس کے آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے۔

اسی حالت میں وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔اس نے وضو کیا۔پانی کے ہر چھینٹے کے ساتھ جیسے اس کے دل کی آگ اور بھڑک اٹھتی تھی۔پھر وہ جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔

تہجد کی نماز ادا کرتے ہوئے اس کی آواز رندھ گئی تھی۔ ہر رکعت کے بعد اس کے آنسو سجدے کی جگہ کو بھگو دیتے۔

اسی دوران اس کے رونے کی آواز سن کر ثناء کی آنکھ کھل گئی۔

وہ اٹھ کر دیکھنے لگی۔

شفا جائے نماز پر سجدے میں گری ہوئی تھی اور ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

ثناء فوراً اس کے پاس آئی۔

"شفا،، کیا ہوا"؟

شفا نے سجدے سے سر اٹھایا اور اگلے ہی لمحے ثنا کے گلے لگ گئی۔

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔

"میں نے جانے دیا اسے ثنا،، میں نے اسے جانے دیا"۔۔

وہ روتے ہوئے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں خود ہی اس سے دور ہو گئی،،اس کی خوشی کے لیے۔وہ کہتا ہے کہ وہ میری وجہ سے ٹینشن میں رہتا ہے،،میں نے اسے اس ٹینشن سے آزاد کر دیا"۔

اس کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔

"میں نے جانے دیا اسے ثناء"۔۔۔

پھر وہ سسکیوں کے درمیان بولی۔

"اب میں کیا کروں،،؟میرا دل جیسے مر رہا ہے۔مجھے سانس لینے میں مشکل ہو رہی ہے،، میں کیا کروں"۔۔؟

ثناء نے اسے مضبوطی سے تھام لیا۔

وہ نرمی سے بولی۔

"یہ سب بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا شفا"۔

اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"وہ تمہارے لائق ہی نہیں تھا"۔

پھر اس نے دھیرے سے کہا۔

"اور اب جب تم نے اسے جانے دیا ہے تو خود کو سنبھالو۔اللہ سے رشتہ جوڑو۔اب تمہاری عبادت کے درمیان کوئی نامحرم کی دیوار نہیں ہو گی"۔

وہ مسکرا کر بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا ہوا شفا، تم نے اپنے دل کو ایک نامحرم سے آزاد کر دیا"۔

شفا خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

اچانک وہ دوبارہ جائے نماز کی طرف بڑھ گئی۔اور سجدے میں گر گئی۔

اس کی آواز لرز رہی تھی۔

"یا اللہ، میرے دل کو صبر دے"۔

اس کے آنسو جائے نماز میں جذب ہو رہے تھے۔

"یااللہ،،اس دل میں بس اپنی محبت بھر دے"۔

وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

"میں بہت گناہگار ہوں یااللہ،، مجھ پر رحم فرما۔

یااللہ،، مجھ پر رحم فرما"۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کے آخری پہر کی خاموشی ابھی باقی تھی۔ کمرے کی کھڑکی سے ہلکی سی ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی۔ عاقب اپنے بستر پر نیم دراز تھا۔ موبائل اس کے ہاتھ میں تھا مگر اس کی نگاہیں اسکرین پر جمی ہوئی ہونے کے باوجود جیسے کہیں اور کھوئی ہوئی تھیں۔

آنکھوں کے کناروں پر نمی ٹھہری ہوئی تھی۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ آنسو کس چیز کے تھے،،

پچھتاوے کے؟،،

تھکن کے؟،،

یا کسی ایسے احساس کے جو وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

شفا کا آخری پیغام ابھی تک اس کے موبائل میں کھلا ہوا تھا۔

"میں جا رہی ہوں،،اب کبھی واپس نہیں آؤں گی،،

آپ اپنی زندگی میں خوش رہیں،

فی امان اللہ"۔

وہ دیر تک اسی پیغام کو دیکھتا رہا۔

دل کے کسی کونے میں ہلکی سی چبھن ضرور تھی۔

اگرچہ وہ خود کو بار بار یہی سمجھاتا رہا تھا کہ وہ شفا کو واقعی نہیں چاہتا،، مگر اتنا ضرور تھا کہ اس کی موجودگی کا عادی ہو چکا تھا۔

کچھ نہ کچھ پسندیدگی تو تھی ہی،،

ورنہ اتنا لمبا تعلق شاید قائم ہی نہ رہتا۔

اس نے آہستہ سے آنکھیں بند کر لیں۔

دل جیسے بوجھل سا ہو گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اس کے حالات کبھی بھی اس کے حق میں نہیں تھے۔

اس کے گھر والوں کی مرضیاں، خاندان کے وعدے، اور اپنے ماحول کی سخت روایات،، یہ
سب چیزیں اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑی تھیں۔

اسی سوچ میں نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

صبح فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی۔

اذان کی آواز فضا میں پھیل رہی تھی۔

وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ موبائل ہاتھ میں لیا تو اس کی نظر دوبارہ اسی پیغام پر پڑ گئی۔

چند لمحوں تک وہ خاموش بیٹھا رہا۔

پھر ایک گہری سانس لی اور بستر سے اٹھ گیا۔

Clubb of Quality Content

اس نے وضو کیا اور جائے نماز بچھا دی۔

نماز کے بعد جب اس نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تو اس کی آواز خود اسے بھی اجنبی سی لگی۔

دل میں ایک عجیب سا بوجھ تھا۔

وہ دھیرے سے بولا۔

"یا اللہ،، میں بہت گناہگار ہوں"۔

اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"مانتا ہوں کہ میں اپنی جوانی کے جوش میں آکر اس کے ساتھ بہت غلط کر بیٹھا"۔

اس کی آنکھوں سے چند آنسو نکل کر رخساروں پر بہہ گئے۔

"یا اللہ،، مجھے معاف کر دینا"۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحے خاموشی رہی۔

پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"میں بس اس نامحرم کے رشتے سے آزادی چاہتا تھا یااللہ،،اب دل نہیں لگتا ایسے کاموں میں،،ان رابطوں میں"۔

وہ جیسے خود سے بھی سچ بول رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا وہ میرے ساتھ وفادار تھی یا نہیں"،،

اس کے الفاظ دھیرے دھیرے ادا ہو رہے تھے۔

"لیکن اب،،اسے میرے دل سے بھی نکال دے"۔

اس نے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں دوبارہ خاموشی پھیل گئی۔

مگر اس خاموشی کے اندر ایک عجیب سی تھکن تھی،،

جیسے کوئی شخص ایک رشتہ چھوڑ تو دیتا ہے،، مگر اس کے اثرات سے ابھی تک آزاد نہیں ہو پاتا۔۔۔

رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ فضا میں ایک عجیب سی پاکیزگی اور سکون گھلا ہوا تھا۔ سحری کے وقت گلیوں میں ہلکی ہلکی روشنیاں، اذانوں کی آوازیں اور قرآن کی تلاوتیں ماحول کو روحانی بنا دیتی تھیں۔

شفا بھی ہمیشہ کی طرح روزے رکھتی، نماز پڑھتی اور عبادت میں مصروف رہتی تھی۔ مگر اس رمضان میں اس کے دل کی کیفیت پہلے جیسی نہیں تھی۔

اب اس نے اپنی دعاؤں میں عاقب کو مانگنا چھوڑ دیا تھا۔

اس تعلق کے ختم ہونے کے بعد وہ بری طرح ٹوٹ چکی تھی۔

اب جب وہ سجدے میں جاتی تو اسے اپنے اعمال یاد آتے،، اپنے گناہ یاد آتے،، اور دل خوف سے بھر جاتا۔

اسے یوں لگتا جیسے اس کی زندگی کے کئی سال ایک اندھیرے میں گزر گئے ہوں۔

ایک دن وہ فاطمہ طیب کے پاس بیٹھی تھی۔فاطمہ طیب ہمیشہ کی طرح قرآن کی تفسیر بیان کر رہی تھیں۔شفا کی نگاہیں زمین پر جمی ہوئی تھیں۔اس کے چہرے پر اداسی واضح تھی۔

فاطمہ طیب نے ایک لمحہ اسے غور سے دیکھا۔پھر نرم لہجے میں بولیں۔

"شفا،،اپنی حالت ٹھیک کرو"۔

شفا نے آہستہ سے سر اٹھایا۔اس کی آنکھیں نم تھیں۔

"میری حالت کیسے ٹھیک ہو گی بھابھی"؟

اس کی آواز بھرا گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے اپنے اعمال سے بہت خوف آنے لگا ہے،،ہر وقت میرے گناہ میرے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔پھر میں اللہ سے معافی مانگتی ہوں،، مگر میرا دل ان پچھتاوؤں سے باہر نہیں نکل پاتا"۔

اس کی آواز لرز گئی۔

"میں نے آٹھ سال شر کے اندھیرے میں گزار دیے"۔۔

کمرے میں خاموشی پھیل گئی۔

شفا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"آپ مجھ سے میرا خسارہ تو پوچھیں،،میری زندگی شر میں گزر گئی۔میں نے عبادت بھی کی تو ایک نامحرم کو پانے کے لیے"۔

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

"میں نے نقاب بھی کیا تو ایک نامحرم کو خوش کرنے کے لیے،،میں نے دعا بھی مانگی تو ایک نامحرم کے لیے"۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے بے بسی سے سر جھکا لیا۔

"میں نے اللہ سے،،اللہ کے لیے کیا مانگا"؟

اس کے الفاظ دل چیر دینے والے تھے۔

"میں نے اللہ کی محبت میں کبھی یہ سب نہیں کیا،،میں نے ایک نامحرم کی محبت میں یہ سب کیا،،اور یہی میرا سب سے بڑا خسارہ ہے"۔۔

فاطمہ طیب نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ان کے لہجے میں نرمی اور حکمت تھی۔

"نامحرم،، شر کے سوا کچھ نہیں ہوتا، شفا"۔

وہ آہستہ سے بولیں۔

"نامحرم دراصل شر کا اندھیرا ہے، ایک قید ہے"۔

پھر انہوں نے اس کی طرف محبت سے دیکھا۔

"تم تو شکر ادا کرو کہ اللہ نے تمہیں بچا لیا۔ تمہیں توبہ کا موقع دے دیا"۔

انہوں نے نرمی سے کہا۔

"یہ کیوں نہیں سوچتی کہ جو زندگی باقی ہے اسے اللہ کے حوالے کر دو، سب ٹھیک ہو جائے گا"۔

شفا نے آنکھیں بند کر لیں۔اس کی آواز تھکی ہوئی تھی۔

"میرا دل مر چکا ہے، بھابھی، میری روح بہت تھک گئی ہے"۔

چند لمحے بعد وہ آہستہ سے بولی۔

"میری روح اب بس سکون چاہتی ہے،،اور یہ سکون صرف موت سے آئے گا"۔

فاطمہ طیبہ فوراً بول اٹھیں۔

"ایسا نہیں کہتے شفا"۔

ان کی آواز میں نرمی بھی تھی اور تنبیہ بھی۔

"موت تو آنی ہے، مگر موت کو مانگا نہیں جاتا"۔

شفا نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"بھابھی، مگر میں مانگتی ہوں موت کو"۔

اس کی آواز میں عجیب سی تھکن تھی۔

"موت میری آزادی ہو گی،، جس دن میری توبہ قبول ہو گئی، میں چاہوں گی کہ ایسے ہی رمضان کے مہینے میں مجھے سجدے کی حالت میں موت آئے"۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"بس اللہ پاک مجھ سے راضی ہو جائے"۔

وہ روتے ہوئے بولی۔

"میں اپنے اللہ کو ناراض کر بیٹھی ہوں، ایک نا محرم کے لیے"۔

اس نے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

"جب یہ سوچتی ہوں تو میرا دل بہت تڑپنے لگتا ہے،، مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں، کیا کروں میں آخر"؟

اس نے فاطمہ کی طرف بے بسی سے دیکھا۔

"اللہ مجھے معاف کر دے گا نا، بھابھی"؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فاطمہ طیبہ نے اس کے آنسو پونچھے۔

ان کے چہرے پر شفقت بھری مسکراہٹ تھی۔

"اپنے گناہوں کا نظر آنا بھی بہت بڑی بات ہوتی ہے، شفا"۔

وہ نرمی سے بولیں۔

"ایسا انسان مزید گناہوں سے بچ جاتا ہے۔اور تم تو اب اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہتی ہو"۔

انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"تو پھر اسے راضی کرو"۔

پھر آہستہ سے کہا۔

"اس طرح مت سوچو کہ وہ معاف کرے گا یا نہیں، تم بس اس کی رحمت طلب کرو"۔

ان کی آواز میں یقین تھا۔

"اللہ پاک بہت رحیم ہے، وہ ضرور رحم فرمائے گا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا خاموشی سے ان کی باتیں سنتی رہی۔

اس کے دل کے اندر جو طوفان برپا تھا...اس میں پہلی بار جیسے کسی نے نرمی سے امید کا چراغ رکھ دیا تھا۔

وہ آنکھیں بند کر کے دل ہی دل میں دعا کرنے لگی۔شاید اس کی تھکی ہوئی روح کو، اللہ کی رحمت کے سائے میں آہستہ آہستہ سکون ملنے لگا تھا۔۔

رات گہری ہو چکی تھی۔

بازار کی زیادہ تر دکانیں بند ہو چکی تھیں، مگر ایک چھوٹی سی چائے کی دکان ابھی بھی روشن تھی۔ پیلی بلب کی روشنی میں چند لوگ خاموشی سے چائے پی رہے تھے۔

اسی دکان کے ایک کونے میں عاقب اور ریحان بھی بیٹھے تھے۔

ان کے سامنے میز پر دو کپ گرم چائے رکھے تھے جن سے ہلکی ہلکی بھاپ اٹھ رہی تھی۔

عاقب خاموشی سے کپ کو دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں کے نیچے تھکن کے ہلکے سے سائے تھے۔

ریحان نے چائے کا گھونٹ لیا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تو، بول پھر۔جان چھوٹ گئی تیری اس بے حیا اور بے وفا لڑکی سے"؟

ناولز کلب Clubb of Quality Content

عاقب نے ہلکا سا سر اٹھایا۔

چند لمحے وہ خاموش رہا، جیسے الفاظ ڈھونڈ رہا ہو۔

پھر آہستہ سے بولا۔

"ہاں، جان تو چھوٹ گئی"۔

اس نے کپ ہاتھ میں لیا مگر چائے پینے کے بجائے بس اسے دیکھتا رہا۔

"لیکن"۔

وہ رکا۔

ریحان نے ابرو اٹھائے۔

"لیکن کیا"؟

عاقب نے دھیمی آواز میں کہا۔

"دل میں عجیب سی بے چینی رہتی ہے، پتہ نہیں کیوں"۔

چائے کی بھاپ اس کے چہرے کے سامنے ہلکی دھند بنا رہی تھی۔

ریحان نے قہقہہ سا لگایا۔

"ارے یار! کچھ نہیں ہے یہ سب"۔

اس نے بے پروائی سے ہاتھ ہلایا۔

"عادت پڑی ہوئی تھی نا تجھے اس سے بات کرنے کی۔ روز روز کے میسج، کالیں، بس اسی کی عادت ہے"۔

پھر اس نے مزید کہا۔

"دیکھنا، کچھ دنوں میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ عادت ختم ہو جائے گی تو یہ بے چینی بھی خود ہی ختم ہو جائے گی"۔

عاقب خاموش ہو گیا۔

اس نے کپ اٹھا کر ایک گھونٹ لیا، مگر چائے کا ذائقہ اسے محسوس ہی نہ ہوا۔

اس کی نظریں کہیں دور سڑک پر جم گئی تھیں جہاں کبھی کبھار کوئی گاڑی گزر جاتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ریحان تو عام سی بات سمجھ کر ہنس رہا تھا، مگر عاقب کے دل کے اندر ایک عجیب سا خلا پھیلتا جا رہا تھا۔

وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ یہ صرف عادت کی کمی ہے، یا پھر اس کے دل میں کہیں کوئی احساس ابھی تک زندہ ہے۔

اس نے گہری سانس لی۔

اور پھر خاموشی سے چائے پینے لگا۔

مگر اس کے دل کی بے چینی، چائے کی گرمی سے بھی کم نہ ہو سکی۔۔۔

Clubb of Quality Content

رمضان المبارک گزر چکا تھا۔ عید بھی سب نے بہت خوشی اور محبت کے ساتھ گزاری تھی۔ گھر میں ابھی تک عید کی رونقوں کی ہلکی سی خوشبو باقی تھی۔ انہی دنوں شفا کے دل میں ایک اور بے چینی بسی ہوئی تھی، کیونکہ اس کا نتیجہ آنے والا تھا۔ گھر کے ہر فرد کی زبان پر دعا تھی۔

اس کی امی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ سے بیٹی کی کامیابی مانگتیں، دادی تسبیح کے دانے پھیرتے ہوئے اس کے لیے دعائیں کرتیں اور ابو خاموشی سے دل ہی دل میں اس کے لیے نیک تمنائیں رکھتے۔

آخر وہ صبح بھی آگئی جس کا سب کو انتظار تھا۔

جیسے ہی نتیجہ آیا، گھر کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ شفا کامیاب ہو چکی تھی۔

"الحمدللہ"!

یہ لفظ سب کی زبان پر تھا۔

امی نے بے اختیار شفا کو گلے سے لگا لیا، آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک رہے تھے۔ دادی نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعاؤں کی بارش کر دی۔ ابو نے مسکراتے ہوئے بیٹی کو سینے سے لگایا اور فخر سے کہا،

"میری بیٹی نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا"۔

ادھر ثناء اور حیا خوشی سے جیسے جھوم رہی تھیں۔ کبھی شفا کو گلے لگا تیں، کبھی تالیاں بجا تیں اور کبھی خوشی سے قہقہے لگا تیں۔

گھر میں مبارکبادوں اور دعاؤں کا ایک خوبصورت شور سا بکھر گیا تھا۔

لیکن شفا کے دل میں ایک اور مرحلہ باقی تھا۔ چند ہی دنوں بعد اس کا انٹرویو تھا۔ اس لیے وہ دوبارہ سنجیدگی سے تیاری میں مصروف ہو گئی۔ راتوں کو جاگ جاگ کر پڑھتی، نوٹس بناتی اور ہر سوال کے جواب کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی۔

پھر وہ دن بھی آگیا جب انٹرویو ہوا۔

کچھ دن کی بے قراری کے بعد آخر کار خبر آئی کہ شفا کامیاب ہو گئی ہے۔

اسے ایک بہترین عہدہ مل گیا تھا۔

شفا اب اسسٹنٹ کمشنر بن چکی تھی۔

یہ خبر بجلی کی طرح پورے گاؤں میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق اس کے گھر آنے لگے۔

کوئی مٹھائی لے کر آرہا تھا، کوئی دعائیں دے رہا تھا اور کوئی فخر سے کہہ رہا تھا کہ

"یہ ہماری بیٹی ہے"۔

گھر ایک بار پھر خوشیوں سے بھر گیا تھا۔

شفا سب کی مبارکبادیں سن رہی تھی، مگر اس کا دل خاموشی سے اللہ کے حضور جھکا ہوا تھا۔

اس کی آنکھوں میں شکر کے آنسو تیر رہے تھے۔

اس نے دل ہی دل میں کہا،

"یا اللہ! یہ سب تیری ہی عطا ہے۔ اگر تو نہ چاہتا تو میں کچھ بھی نہ کر پاتی"۔

وہ سجدۂ شکر میں جھک گئی۔

اور اس لمحے اس کے دل میں صرف ایک احساس تھا۔ شکر، عاجزی اور رب کی رحمت پر یقین کا احساس۔۔

کئی سال گزر چکے تھے۔

وقت نے پروین بیگم کو اس طرح بدل دیا تھا کہ اب اسے پہچاننا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ کبھی اس کے چہرے پر جوانی کی شادابی ہوا کرتی تھی، مگر اب اس کے بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل چکی تھی۔ چہرے کی رونق ماند پڑ گئی تھی اور آنکھوں کے گرد تھکن اور دکھ کے گہرے سائے جم چکے تھے۔ وہ گویا زندگی کی سختیوں میں اس قدر گھل چکی تھی کہ ایک خاموش سایہ بن کر رہ گئی تھی۔

گھر کے تمام کام، ساس اور نندوں کی خدمت، یہی اس کی زندگی بن چکا تھا۔ برسوں سے وہ سب کچھ برداشت کرتے کرتے خود کو جیسے مٹا چکی تھی۔

اس کی ایک بیٹی تھی، جو اب سات سال کی ہو چکی تھی۔ وہی اس کی زندگی کا واحد سہارا تھی۔ پروین ہر وقت اس کے مستقبل کے بارے میں سوچتی رہتی۔ کبھی کبھی جب وہ تنہائی میں بیٹھی ہوتی تو ماضی کی یادیں دل پر دستک دینے لگتیں۔ وہ اپنی پچھلی زندگی کو یاد کر کے خاموشی سے آنسو بہا دیتی۔

ایک دن اچانک سارا منظر بدل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صادق کی باہر کسی آدمی سے لڑائی ہو گئی۔ دونوں میں تلخ کلامی ہوئی اور بات ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ لوگ بیچ بچاؤ کی کوشش کر رہے تھے مگر معاملہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ سامنے والا شخص بدمعاش طبیعت کا لگ رہا تھا۔ اس نے غصے میں اپنے ساتھیوں کو فون کر کے بلا لیا۔

چند ہی لمحوں میں اس کے غنڈے نما ساتھی وہاں آ پہنچے۔

فضا میں شور اور ہنگامہ بڑھنے لگا۔

اسی دوران ان میں سے ایک نے لڑتے لڑتے اچانک پستول نکالا اور صادق کی طرف فائر کر دیا۔

گولی چلنے کی آواز گونجی، اور صادق زمین پر گر پڑا۔

وہ وہیں تڑپتا رہا، اور چند ہی لمحوں میں اس کی سانسیں ہمیشہ کے لیے تھم گئیں۔

فائر کرنے والے اور اس کے ساتھی فوراً وہاں سے فرار ہو گئے۔

کچھ دیر بعد پولیس موقع پر پہنچی اور کارروائی کے بعد صادق کی لاش اس کے گھر لے آئی۔

جب پولیس والے صادق کی لاش لے کر گھر میں داخل ہوئے تو عجیب منظر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی بوڑھی ماں اور بہنیں اسے دیکھ کر جیسے پاگلوں کی طرح ہنسنے لگیں۔ان کے چہروں پر کوئی صدمہ، کوئی دکھ نظر نہیں آرہا تھا۔وہ عجیب سی بے حسی کے عالم میں تھیں۔

اسی لمحے کمرے کے دروازے سے پروین باہر آئی۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔چہرے پر سالوں کا درد صاف جھلک رہا تھا۔وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی ہوئی ایک پولیس افسر کے قریب آئی۔

کمزور آواز میں بولی،

"بھائی، خدا کے لیے میری مدد کریں،

میں کئی سالوں سے ان پاگل لوگوں کے درمیان قید ہوں۔مجھے یہاں سے لے چلیں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پولیس افسر نے ایک لمحے کے لیے اسے غور سے دیکھا۔اس کی حالت،اس کی آنکھوں کا درد اور اس کے الفاظ سب کچھ سچ بیان کر رہے تھے۔وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ عورت کتنے عرصے سے اذیت بھری زندگی گزار رہی ہے۔

صادق کے جنازے کے بعد گھر میں ایک اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔

صادق کی ماں اور بہنیں اچانک پروین پر ٹوٹ پڑیں۔انہوں نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور چیخ کر کہنے لگیں،

"یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے،

تو منحوس ہے،تو ہی میرے بیٹے کو کھا گئی"!

وہ اسے جھنجھوڑ رہی تھیں،الزام دے رہی تھیں۔

اسی وقت وہی پولیس افسر آگے بڑھا۔اس نے سختی سے انہیں الگ کیا اور پروین کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔

پھر اس نے پروین کی طرف دیکھا اور خاموشی سے سر کے اشارے سے اسے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔

پروین نے ایک لمحے کے لیے اس گھر کو دیکھا، وہ گھر جو برسوں سے اس کے لیے زندان بنا ہوا تھا۔

اور پھر وہ اپنی بیٹی کا ہاتھ تھامے پولیس والوں کے ساتھ چل پڑی۔

یوں، برسوں کی اذیت، ظلم اور قید کے بعد پروین بیگم آخر کار ایک لمبی قید سے آزاد ہو چکی تھی۔ مگر اس کی آنکھوں میں بہتے آنسو گواہی دے رہے تھے کہ کچھ قیدیں جسم کی نہیں،، روح کی ہوتی ہیں۔۔۔

Clubb of Quality Content

____

گھر میں خوشی کا سماں تھا۔

ہر طرف ہلچل تھی، ہنسی کی آوازیں تھیں اور سامان سمیٹنے کی مصروفیت۔آج سب لوگ نئے گھر میں منتقل ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔

شفا، حیا اور ثناء کمرے میں سامان ترتیب سے ڈبوں میں رکھ رہی تھیں۔ کبھی کپڑے سمیٹتی تھیں، کبھی کتابیں۔ان کے چہروں پر نئی زندگی شروع ہونے کی خوشی صاف جھلک رہی تھی۔

آج ایک اور خوشی بھی گھر آئی تھی۔

ایان بھی آج ہی سعودی عرب سے واپس آیا تھا۔وہ کچھ عرصہ پہلے کمانے کے لیے سعودی عرب چلا گیا تھا۔ کئی مہینوں بعد باپ کو سامنے دیکھ کر ثناء کی خوشی دیدنی تھی۔وہ بار بار اس کے پاس آکر بیٹھ جاتی، کبھی اس کا ہاتھ پکڑ لیتی، کبھی اس کے کندھے سے لگ جاتی۔

آخر کار سب لوگ اپنا اپنا سامان تقریباً سمیٹ چکے تھے۔

اسی دوران باہر دروازے پر دستک ہوئی۔

ایان دروازے کی طرف بڑھنے لگا، مگر اس سے پہلے ہی رحمان صاحب آگے بڑھے اور دروازہ کھول دیا۔

دروازہ کھلتے ہی ایان کی نظر سامنے کھڑی عورت پر پڑی، اور اس کے قدم وہیں رک گئے۔

چند لمحوں کے لیے جیسے وقت تھم گیا۔

پھر اچانک ایان کی آواز بلند ہوئی۔

"تم؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو"؟

اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ گھر کے باقی لوگ بھی فوراً کمروں سے باہر آ گئے۔

جیسے ہی ثناء کی نظر دروازے پر کھڑی عورت پر پڑی، اس کی آنکھوں میں فوراً آنسو بھر آئے۔

"امی"۔۔۔

وہ چیخ سی مارتی اور دوڑتی ہوئی اس عورت کے گلے سے جا لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ پروین تھی۔ ثناء اس سے لپٹ کر رونے لگی۔

"امی،، آپ کہاں تھیں؟ میں نے آپ کو بہت یاد کیا، آپ مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئیں"؟

وہ روتے ہوئے اس کے ہاتھ چومنے لگی۔

"امی، آپ نے اپنی یہ کیا حالت بنا رکھی ہے"؟

پروین کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ وہ اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے کھڑی تھی۔

تبھی پیچھے سے ایان کی سخت آواز آئی۔

"ثناء! واپس آؤ ادھر"۔

ثناء چونک کر پیچھے مڑی۔ ایان غصے سے کہہ رہا تھا،

"اس عورت کو اس کے حال پر چھوڑ دو"!

ثناء ہچکچاتے ہوئے بولی،

"لیکن ابو"،،،،

مگر ایان کے چہرے کا غصہ دیکھ کر وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی لمحے پروین آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔وہ ایان کے قریب آئی اور اچانک ہاتھ جوڑ کر اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دو ایان، میں نے تمہارے ساتھ بہت ظلم کیا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ روتے ہوئے بولی۔

"جب تمہیں اور ہماری بیٹی کو میری سب سے زیادہ ضرورت تھی، میں تم دونوں کو چھوڑ کر چلی گئی، مجھے معاف کر دو"۔

اس کے آنسو زمین پر گر رہے تھے۔

"میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت چکی ہوں ایان، میں جس دولت اور عیش و عشرت کے لیے تمہیں چھوڑ کر گئی تھی، وہ دولت مجھے کبھی نہ مل سکی"۔۔

وہ اپنی بکھری حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی،

"میری حالت دیکھو ایان، میں اپنی سزا کاٹ چکی ہوں،، مجھے معاف کر دو"۔

ثناء ایک طرف کھڑی مسلسل رو رہی تھی۔

ایان نے غصے سے قدم پیچھے کر لیے۔

"یہاں سے چلی جاؤ"!

اس نے سخت لہجے میں کہا۔اسی وقت رحمان صاحب آگے بڑھے۔

انہوں نے ایان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایان، بس بھی کرو۔وہ معافی مانگ رہی ہے"۔

اسی دوران شفا بھی آگے آئی۔اس نے نرمی سے کہا،

"چچا ابو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔آپ انہیں معاف کیوں نہیں کر دیتے؟ان کی حالت تو دیکھیں"۔۔

ایان نے ایک لمحے سب کی طرف دیکھا، پھر بغیر کچھ کہے غصے میں مڑا اور سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

پروین کی نظریں دروازے کی طرف اٹھیں جہاں وہ غائب ہوا تھا، مگر پھر وہ اپنی بیٹی کی طرف مڑی۔

وہ ثناء کے قریب آئی اور اس کے سامنے جھک گئی۔

"ثناء، مجھے معاف کر دو بیٹا"۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ثناء فوراً اس کے ہاتھ پکڑ کر بولی،

"امی! ایسا نہ کہیں، آپ میری ماں ہیں، اور مائیں معافی مانگتی ہوئی اچھی نہیں لگتیں"۔۔

پروین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

پھر اس نے اپنے پیچھے کھڑی ایک چھوٹی سی بچی کو آگے کیا۔

"یہ دیکھو، تمہاری بہن حنا"۔۔

ثناء نے حیرانی سے اس بچی کو دیکھا، پھر محبت سے اسے اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ بٹھالیا۔

شفا آگے آئی اور نرمی سے بولی،

"آپ کو اپنے گناہوں کا احساس ہو گیا ہے، یہی بہت ہے چچی۔ اب آپ اللہ سے سچی توبہ کریں"۔

پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا،

"اور ویسے بھی، ہم آج ہی یہاں سے نئے گھر میں منتقل ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گی"۔

پروین نے حیرت سے پوچھا،

"کہاں جا رہے ہو تم لوگ"؟

اسی وقت شازیہ آگے بڑھی اور خوشی سے بولی،

"پروین! ہماری شفا اب اسسٹنٹ کمشنر بن چکی ہے"!

پروین کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی ایک ساتھ آ گئی۔

اس نے آگے بڑھ کر محبت سے شفا کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ماشاءاللہ، اللہ تمہیں ہمیشہ کامیاب رکھے بیٹی"۔۔

گھر میں ایک بار پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر سب لوگ مل کر سامان گاڑیوں میں رکھنے لگے۔ اور پھر،، آنسو، معافی اور خوشیوں کے ملے جلے جذبات کے ساتھ

وہ سب اپنی نئی زندگی کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ملتان کے شہر میں وہ اب ایک بڑے اور خوبصورت گھر میں منتقل ہو چکے تھے۔

گھر کشادہ تھا، سامنے سر سبز لان اور پھولوں سے سجا ہوا باغ تھا۔ گھر میں ہر وہ سہولت موجود تھی جس کا وہ کبھی صرف تصور ہی کیا کرتے تھے۔

سب لوگ خوشی خوشی اپنے اپنے کمرے منتخب کر چکے تھے۔ ثناء اور حیا اپنے نئے کمروں کو سجا رہی تھیں، شازیہ اور پروین کچن کی ترتیب دیکھ رہی تھیں، جبکہ گھر میں ایک عجیب سی طمانیت اور سکون کا احساس پھیلا ہوا تھا۔

رات کا وقت تھا۔

ہلکی سی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

رحمان صاحب باغ میں کرسی پر خاموشی سے بیٹھے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار تھے، جیسے وہ گزری ہوئی زندگی کے کئی سالوں کو یاد کر رہے ہوں۔

اسی دوران شفا کی نظر کھڑکی سے ان پر پڑی۔

وہ آہستہ آہستہ باغ کی طرف چلی آئی۔

رحمان صاحب اب بھی کسی خیال میں گم تھے کہ اچانک شفاان کے قریب آ کر گھاس پر ان کے سامنے بیٹھ گئی اور محبت سے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

رحمان صاحب چونک گئے۔

شفا نے خاموشی سے ان کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگایا، پھر احترام سے اپنی آنکھوں سے لگا لیا۔

یہ منظر دیکھ کر رحمان صاحب کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انہوں نے نرمی سے پوچھا،

"کیا ہوا شفا؟ تم اداس ہو؟ رو کیوں رہی ہو بیٹا"؟

شفا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اس نے دھیمی آواز میں کہا،

"ابو،،اللہ کے کرم اور مدد سے آج میری ایک بڑی خواہش پوری ہو گئی ہے۔میں ہمیشہ چاہتی تھی کہ آپ کو اس سخت محنت اور مزدوری کے کام سے نجات دلاؤں،،اور آج وہ بھی ہو گیا"۔

وہ رک کر بولی،

"آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے ابو...بہت کچھ۔میں چاہ کر بھی اتنا کچھ آپ کے لیے کبھی نہیں کر سکتی"۔

رحمان صاحب مسکرا دیے۔انہوں نے شفقت سے کہا،

"بیٹا،یہ تو ماں باپ کا فرض ہوتا ہے۔اپنی اولاد کے لیے محنت کرنا،انہیں اچھا کھلانا،اچھا پہننا دینا،چاہے اس کے لیے مزدوری ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔بس ایک بات ضروری ہے کہ وہ سب حلال کا ہو"۔

شفا نے سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابو، میں اب حلال اور حرام کے فرق کو بہت اچھی طرح سمجھ چکی ہوں۔ زندگی نے مجھے بہت کچھ سکھا دیا ہے"۔

اس کی آواز میں نرمی اور عاجزی تھی۔

"میں اب اللہ سے اپنا تعلق جوڑنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آپ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے معاف کر دے،، اور میرے لیے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے"۔

رحمان صاحب کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

انہوں نے محبت سے کہا،

"شفا بیٹا، اللہ تم پر پہلے ہی بہت مہربان ہے۔ ورنہ دیکھو، ہماری اتنی اوقات نہیں تھی جتنا کچھ اس نے ہمیں عطا کر دیا"۔

پھر انہوں نے آہستہ سے کہا،

"اب بس زندگی عاجزی اور شکر گزاری کے ساتھ گزارنی ہے"۔

شفا نے سر ہلا کر کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی ابو، آپ ٹھیک کہتے ہیں"۔

پھر وہ بولی،

"میں نے دیکھا ہے ابو، کچھ لوگوں کے پاس جب تھوڑا زیادہ پیسہ آجاتا ہے تو ان کی چال ڈھال ہی بدل جاتی ہے۔ وہ اپنے سے کم حیثیت والوں کو، غریبوں کو حقارت سے دیکھنا شروع کر دیتے ہیں"۔

اس نے افسوس سے کہا،

"مجھے ایسے لوگوں پر بہت افسوس ہوتا ہے کہ وہ شکر گزاری اور عاجزی کے بجائے تکبر کو چن لیتے ہیں"۔

پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

"اللہ پاک ہمیں ایسی عادتوں سے محفوظ رکھے، آمین"۔

رحمان صاحب خوشی سے مسکرا اٹھے۔

انہوں نے کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ماشاءاللہ، میری بیٹی تو بہت سمجھدار ہو گئی ہے"۔

شفا ہلکا سا مسکرا دی۔

"ابو، زندگی نے بہت کچھ سکھا دیا ہے۔ میں کئی سال ایک ایسے اندھیرے میں رہی کہ جب مجھے روشنی کی ایک ہلکی سی کرن بھی ملی، تو مجھے لگا جیسے مجھے اسے تھام لینے کا حکم دیا گیا ہو"۔

اس نے آہستہ سے کہا،

"اور میں نے اسے تھام لیا"۔

پھر اس نے مسکرا کر اپنے ابو کی طرف دیکھا۔

"زندگی نے، حالات نے، اور انسانوں نے مجھے بہت سمجھدار بنا دیا ہے"۔

رحمان صاحب نے محبت سے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ شفا آکر ان کے ساتھ بیٹھ گئی اور اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ باغ میں ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

باپ اور بیٹی خاموشی سے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے تھے، اور ان کی باتوں میں گزری ہوئی زندگی کے دکھ بھی تھے اور آنے والے کل کی امید بھی۔۔۔

دفتر میں شفا کی ایک الگ ہی پہچان بن چکی تھی۔ وہ ہمیشہ نقاب میں ہی اپنی ڈیوٹی پر جاتی تھی۔ سفید رنگ کے علاوہ اب وہ کوئی اور رنگ پہنتی ہی نہیں تھی۔ سفید حجاب اور سفید لباس میں ملبوس شفا کے وجود میں ایک عجیب سی پاکیزگی اور وقار نظر آتا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں ٹھہرا ہوا سکون تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ اپنی ذمہ داریاں نہایت ایمانداری اور محنت سے نبھا رہی تھی۔ اسی لیے دفتر میں بھی اس کی عزت اور قدر کی جاتی تھی۔

ایک دن اسے ایک اہم میٹنگ کے لیے بلایا گیا۔

شفا وقت سے پہلے ہی دفتر پہنچ گئی۔ میٹنگ شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔اس نے سوچا کہ کیوں نہ پہلے نماز ادا کرلی جائے۔

یہ سوچ کر وہ آہستہ قدموں سے دفتر کی مسجد کی طرف بڑھ گئی۔

مسجد میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو پہلے ہی نماز میں مشغول تھا۔

وہ شخص بڑے سکون اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا۔اس کے انداز میں ایک عجیب سی طمانیت تھی۔شفا نے اسے دیکھ کر دل میں سوچا۔

"اللہ کا کوئی نیک بندہ ہوگا، جو اس قدر سکون سے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہے"۔

اس وقت تک شفا نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔

وہ خاموشی سے ایک طرف کھڑی ہوئی اور اپنی نماز شروع کردی۔

مسجد کے اندر خاموشی اور سکون پھیلا ہوا تھا۔دونوں اپنے اپنے رب کے حضور جھکے ہوئے تھے۔

جب شفا نے نماز مکمل کی اور سلام پھیرا تو اس کی نظر سامنے موجود شخص کے چہرے پر پڑی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگلے ہی لمحے وہ حیرت سے ٹھٹک گئی۔

سامنے مراد خان کھڑا تھا۔ مراد خان،، چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے نظریں نیچی کیے۔

مراد نے نرمی سے کہا،

"السلام علیکم، اے سی محترمہ"۔

شفا نے فوراً دوسری طرف منہ موڑ لیا اور دھیمی آواز میں جواب دیا،

"وعلیکم السلام"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مراد کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

وہ بولا،

"میں نے آپ کو فوراً پہچان لیا،، اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ اسسٹنٹ کمشنر بننے کے بعد ہی ملاقات ہو گی"۔

اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"دیکھ لیجیے، آج وہ ملاقات ہو ہی گئی"۔

شفا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مراد چند لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر بولا،

"آپ آج بھی ویسی ہی ہیں"۔

شفا نے مختصر سا سوال کیا،

"کیسی"؟

مراد نے مسکرا کر جواب دیا،

"ضدی"۔

شفا نے اس کی طرف دیکھا اور کہا،

"اور آپ بھی ویسے ہی ہیں"۔

مراد نے بھنویں اٹھائیں۔

"کیسا"؟

شفا نے سنجیدگی سے کہا،

"ڈھیٹ"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سن کر مراد بے اختیار ہنس پڑا۔

اس کی ہنسی میں کوئی تمسخر نہیں تھا بلکہ ایک عجیب سی خوشی تھی۔

وہ بولا،

"دیکھیں شفا، میں باتوں کو گھما پھرا کر کرنے کا عادی نہیں ہوں"۔

اس کی آواز اب سنجیدہ ہو گئی۔

"میں آج بھی وہی چاہتا ہوں،، جو پہلے چاہتا تھا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا نے نظریں جھکا لیں۔

"کیا چاہتے ہیں آپ"؟

مراد نے بغیر ہچکچائے کہا،

"آپ کا ساتھ"۔

یہ سن کر شفا کی نظریں بے اختیار ادھر اُدھر گھومنے لگیں۔ مراد نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا،

"میں آج بھی آپ سے وہی سوال کرنا چاہتا ہوں"۔

اس کی آواز میں سنجیدگی اور ٹھہراؤ تھا۔

"کیا آپ میری شریکِ حیات بننا پسند کریں گی"؟

یہ سن کر شفا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اس نے دھیمی آواز میں کہا،

"دیکھیں مراد،، یہ سب فیصلے اللہ کے ہوتے ہیں۔اور میں خود کو آپ کے لائق نہیں سمجھتی۔ آپ پلیز"،،،،،،

وہ ابھی بات مکمل بھی نہیں کر پائی تھی کہ مراد نے نرمی سے اس کی بات کاٹ دی۔

"لیکن مجھے آپ ہی میرے لائق لگتی ہیں"۔

شفا چند لمحے خاموش کھڑی رہی۔

اسی وقت باہر سے آواز آئی کہ میٹنگ کا وقت ہو چکا ہے۔دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

پھر خاموشی سے مسجد سے باہر نکل آئے اور میٹنگ روم کی طرف چل پڑے۔

میٹنگ ختم ہونے کے بعد شفا نے کسی سے زیادہ بات نہیں کی۔وہ سیدھا دفتر سے نکلی اور گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ مگر اس کے دل میں آج ایک عجیب سی ہلچل تھی۔۔۔

زندگی آہستہ آہستہ اپنی رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔وقت گزر رہا تھا اور حالات بھی بدل چکے تھے۔

اب گھر میں پہلے جیسی پریشانیاں نہ رہی تھیں۔خوشی اور سکون کی ایک فضا سی قائم ہو چکی تھی۔

انہی دنوں ثناء کے لیے ایک اچھا رشتہ آیا تھا۔لڑکا انکم ٹیکس آفیسر تھا، تعلیم یافتہ اور شریف خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔گھر والوں نے تحقیق کے بعد خوشی خوشی یہ رشتہ قبول کر لیا تھا۔

رشتہ طے ہوئے ابھی ایک مہینہ ہی گزرا تھا کہ ثناء کی شادی کی تاریخ بھی مقرر کر دی گئی۔

گھر میں خوشیوں کا سماں تھا۔ ہر طرف تیاریوں کی رونق تھی۔

شفا، حیا اور حنا بھی اپنی بہن کی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔

آخر کار وہ دن بھی آگیا جب ثناء کی شادی تھی۔

شادی والے دن ثناء خاموشی سے اپنے والد ایان کے پاس آئی۔ وہ آہستہ سے ان کے قریب بیٹھی اور نرمی سے بولی۔

"ابو،، آپ میری ایک بات مانیں گے"؟

ایان نے بیٹی کی طرف محبت سے دیکھتے ہوئے کہا،

"بیٹا، تم جو بھی کہو گی، میں ضرور مانوں گا"۔

ثناء نے چند لمحے خاموش رہ کر کہا،

"ابو، آپ امی کو دوبارہ اپنا لیں"۔

ایان کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت سی ابھری۔

ثناء کی آواز نم ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"امی بہت بدل چکی ہیں ابو، انہیں معاف کر دیں"۔

ایان چند لمحوں تک خاموش بیٹھے رہے۔ جیسے ماضی کی کئی یادیں ان کے دل میں جاگ گئی ہوں۔

پھر ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ انہوں نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔

ثناء کے چہرے پر فوراً خوشی کی روشنی پھیل گئی۔وہ مسکراتی ہوئی اٹھ گئی۔

شادی کی تقریب اپنے عروج پر تھی۔

مہمان آ چکے تھے اور بارات آنے والی تھی۔ مہمانوں کے استقبال کے لیے دروازے پر شفا، حیا اور حنا کھڑی تھیں۔ان کے ساتھ حیا اور حنا کی چند سہیلیاں بھی تھیں۔

سب کے ہاتھوں میں پھول تھے اور وہ مہمانوں پر خوشی سے پھول نچھاور کر رہی تھیں۔

اسی دوران شفا کے ہاتھ سے پھولوں کی ایک ڈالی کسی کے اوپر جا گری۔

مگر زمین پر گرنے سے پہلے ہی ایک ہاتھ نے اسے تھام لیا۔

شفا نے سر اٹھا کر دیکھا۔سامنے مراد کھڑا تھا،، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ۔

وہ آہستہ آہستہ شفا کی طرف بڑھا۔

شفا اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

دل میں سوچنے لگی،

") پتہ نہیں یہ ہر جگہ کیسے پہنچ جاتے ہیں ("۔

مراد نے مسکراتے ہوئے کہا،

''میں ہر جگہ نہیں پہنچتا محترمہ،،بس قسمت ہمیں ملانا چاہتی ہے''۔

شفا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔اود سوچنے لگی انہیں کیسے پتا چلا۔

مراد ہلکی شرارت سے بولا،

''کیا آپ اب دل میں ہی باتیں کرتی رہیں گی''؟

پھر مراد نے پوچھا،

''آپ یہاں کیسے''؟

شفا نے سنجیدگی سے جواب دیا،

''میری بہن کی شادی ہے،میں یہاں کیوں نہ ہوں''؟

پھر شفا نے سوال کیا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور آپ یہاں کیسے آئے"؟

مراد نے مسکرا کر کہا،

"میرے چچا کے بیٹے کی شادی ہے، میں کیسے نہ آتا"؟

اتنے میں حنا آگے آئی اور شرارتی انداز میں بولی،

"ہیلو ہینڈ سم! آپ کون ہیں؟ میں نے آپ کو پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا"۔

مراد ہنس پڑا۔

"میں دولہے کا کزن ہوں، لٹل کیوٹ گرل"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا فوراً بولی،

"حنا،، چلو یہاں سے"۔

وہ حنا کا ہاتھ پکڑ کر اندر چلی گئی۔

ادھر مراد جا کر اپنی والدہ کے پاس بیٹھ گیا۔اس کی والدہ نازیہ مہمانوں کے درمیان بیٹھی تھیں۔

مراد نے آہستہ سے کہا،

"امی، جس لڑکی کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا تھا،،وہ یہی پر ہے"۔

نازیہ نے مسکرا کر ادھر دیکھا جہاں شفا کھڑی تھی۔پھر مسکراتے ہوئے بولیں،

"کہیں وہ لڑکی، وہی تو نہیں"؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انہوں نے شفا کی طرف اشارہ کیا۔

مراد نے ہلکا سا مسکرا کر کہا،

"جی امی،،وہی ہے"۔

نازیہ کے چہرے پر خوشی آگئی۔

"ماشاءاللہ، بہت پیاری لڑکی ہے۔میں نے ابھی آتے ہی اسے دیکھا تھا، مجھے بھی بہت اچھی لگی"۔

مراد نے دھیمی آواز میں کہا،

"امی، وہ واقعی بہت اچھی ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نازیہ نے اپنے بیٹے کو غور سے دیکھا اور مسکرا کر بولیں،

"تو پھر بات کرلوں تمہارے رشتے کی"؟

مراد نے ہلکی سی شرماتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"امی، آپ دیکھ لیں۔اگر آپ کرنا چاہتی ہیں تو کرلیں"۔

نازیہ نے ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"ڈرامے باز"!

پھر مسکرا کر بولیں،

"کرلوں گی بات، فکر نہ کرو"۔

کچھ دیر بعد نازیہ شفا کے گھر والوں سے ملیں۔انہوں نے شفا کی امی اور چچی سے بات کی اور شفا کے لیے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

گھر والوں کو بھی مراد اور اس کے خاندان کا انداز بہت اچھا لگا۔

اسی دوران ثناء کی رخصتی کا وقت آگیا۔

ہر طرف آنسوؤں اور دعاؤں کا منظر تھا۔

ثناء اپنے نئے سفر پر روانہ ہو گئی۔

مہمان آہستہ آہستہ رخصت ہونے لگے۔

کچھ دیر بعد گھر والے بھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات گہری ہو چکی تھی۔

گھر کے ہر کمرے میں خاموشی اتر آئی تھی۔

شفا اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی، مگر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ چھت کو تکتے ہوئے اچانک اسے ایک سال پہلے کی وہ باتیں یاد آنے لگیں جو اس نے ثناء سے کی تھیں۔ وہ دن بھی کتنا عجیب تھا۔

شفا بے چینی سے کہہ رہی تھی،

"میں کیا کروں ثناء؟

جب تک میں اس کی تصویر نہ دیکھ لوں، مجھے سکون ہی نہیں ملتا"۔

Clubb of Quality Content

ثناء نے اسے غور سے دیکھا اور نرم لہجے میں کہا،

"شفا، جب اللہ کسی کو تھام لیتا ہے نا، تو پھر کسی اور چیز کی خواہش باقی نہیں رہتی"۔

شفا کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

وہ دھیمی آواز میں بولی،

"میں چاہتی ہوں کہ اللہ مجھے ہدایت دے، میں چاہتی ہوں کہ میں پوری طرح اس شر سے نکل جاؤں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ثناء نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"پھر دعا کرو شفا، دعا کرو کہ اس دل کے اندھیرے ختم ہو جائیں۔ شر سے آزادی مل جائے اور تمہاری روح کو سکون مل جائے"۔

شفا نے اداس لہجے میں کہا تھا،

""میں بہت دعا کرتی ہوں،، مگر مجھے سکون نہیں ملتا۔

سکون تو بس تب ملتا ہے جب میں قرآنِ پاک پڑھتی ہوں""۔

اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

""جب قرآن مجھ سے باتیں کرتا ہے نا، تو میری آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔اور پھر دل کو سکون آنے لگتا ہے۔ جیسے قرآن مجھ سے کہہ رہا ہو،، غم نہ کرو""۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ثناء نے مسکرا کر کہا تھا،

""جب اللہ کہہ رہا ہے کہ غم نہ کرو،

تو پھر تم کیوں اتنا سوچتی ہو""؟

پھر اس نے نرمی سے کہا،

"سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو شفا، اللہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔

اللہ ہے نا"...

شفا کی آواز دھیمی ہو گئی تھی۔

"ہاں،، اللہ ہی تو ہے، بس"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسی لمحے شفا حال میں واپس آئی۔

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ تہجد کا وقت ہو چکا تھا۔

وہ آہستہ سے بستر سے اٹھی، وضو کیا اور جائے نماز بچھالی۔ گہرے سکون کے ساتھ وہ تہجد کی نماز پڑھنے لگی۔

نماز مکمل ہونے کے بعد اس نے ہاتھ اٹھائے۔

اور جیسے ہی دعا مانگنا شروع کی، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

چند لمحوں میں وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یااللہ،، میں اپنا ایمان ایک نامحرم کے لیے ضائع نہیں کر سکتی۔ یااللہ اسے میرے دل سے مکمل طور پر نکال دے"۔

اس کی آواز رونے سے بھاری ہو گئی۔

"یااللہ مجھ پر رحم کر، مجھے بس تیری محبت چاہیے"۔

اس نے آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یااللہ مجھے اپنی محبت عطا کر،

اور اپنے پیارے رسول ﷺ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما"۔

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"یااللہ میرے دل کو اس نامحرم کے غم سے آزاد کر دے۔ میرے پیارے اللہ، مجھ پر رحم و کرم فرما"۔

اس کی آواز ٹوٹنے لگی۔

"میرے لیے بس تو ہی ہے،، میرا اللہ، بس تو ہی ہے"۔

وہ سسکی لے کر بولی،

"میری روح بہت تھک گئی ہے یا اللہ،،

بہت تھک گئی ہے"۔

پھر آنکھیں بند کر کے بولی،

"تو ہی تو ہے جو سب کچھ سمجھتا ہے،

جو سب کچھ جانتا ہے"۔

وہ مسلسل روتی جارہی تھی۔

اسی حالت میں اس نے آہستہ سے پڑھا،

"حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ"۔

وہ اس آیت کو بار بار دہرانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ"۔

"حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ"۔

آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

اور وہ آہستہ سے سجدے میں چلی گئی۔

اس سجدے میں اس کے دل کا سارا بوجھ آنسوؤں کے ساتھ بہتا جا رہا تھا۔

اور اس کی تھکی ہوئی روح، اپنے رب کے حضور سکون تلاش کر رہی تھی۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاقب کی شادی کو ابھی صرف ایک مہینہ ہی گزرا تھا، مگر عاقب کی زندگی میں سکون کا ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔

گھر میں سب اکٹھے رہتے تھے۔

عاقب کے ماں باپ، بڑا بھائی اور بھابھی سب اسی گھر میں تھے۔ یہ وہی گھر تھا جہاں کبھی ہنسی، سکون اور اپنائیت ہوا کرتی تھی۔

عاقب خود اپنے آن لائن ٹریڈنگ کے کاروبار میں بہت کامیاب ہو رہا تھا۔ اس کا کام دن بدن ترقی کر رہا تھا۔ مگر عجیب بات تھی کہ کاروبار جتنا اوپر جا رہا تھا، اس کی ذاتی زندگی اتنی ہی الجھتی جا رہی تھی۔

Clubb of Quality Content!

عاقب کی بیوی، جو اس کی ماں کی پسند تھی۔ گھر میں آتے ہی اس نے ایک نیا ماحول بنا دیا تھا۔

وہ تقریباً ہر روز اپنی ساس سے کسی نہ کسی بات پر جھگڑا کر بیٹھتی۔ کبھی کھانے پر اعتراض، کبھی گھر کے نظام پر بات، کبھی الگ رہنے کی ضد۔

"ہمیں الگ گھر لے کر دو، میں اس گھر میں نہیں رہ سکتی"۔

یہ جملہ اب گھر والوں کے لیے روز کا معمول بن چکا تھا۔

گھر کے کسی فرد کے ساتھ اس کی بنی ہی نہیں تھی۔ نہ ساس کے ساتھ،، نہ بھابھی کے ساتھ۔ لیکن جب شام کو عاقب گھر آتا، تو وہ فوراً آنکھوں میں آنسو بھر لیتی۔

"عاقب، مجھے اس گھر میں کوئی خوش نہیں دیکھنا چاہتا، سارا دن مجھے تنگ کیا جاتا ہے"۔

عاقب تھکا ہوا ہوتا، اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو جاتا۔ وہ بس اتنا کہتا۔

"تم فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر عاقب کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے گھر سے باہر ہوتے ہی اس کی بیوی کا انداز بدل جاتا تھا۔ وہ سارا دن موبائل ہاتھ میں لیے کسی نہ کسی سے کالز پر مصروف رہتی۔

ایک دن عاقب شام کو گھر آیا تو وہ اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

ماں کچھ دیر خاموش رہیں، پھر آہستہ سے بولیں۔

"بیٹا، ایک بات کہوں؟ برا تو نہیں مانو گے"؟

عاقب نے حیرت سے ماں کی طرف دیکھا۔

"امی، آپ مجھ سے اجازت کیوں لے رہی ہیں؟ کہیے نا"۔

ماں نے گہری سانس لی۔

"عاقب، اپنی بیوی پر بھی نظر رکھا کرو۔ وہ سارا دن موبائل پر کسی نہ کسی سے باتیں کرتی رہتی ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاقب جیسے ساکت ہو گیا۔

"کیا مطلب"؟

اس نے حیرانی سے ماں کو دیکھا۔

ماں نے آہستہ سے کہا،

"مجھے نہیں معلوم وہ کس سے بات کرتی ہے، لیکن بیٹا، یہ بات مجھے ٹھیک نہیں لگتی"۔

عاقب کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔

اس کے ذہن میں عجیب سے سوال گردش کرنے لگے۔اسی رات، جب سب سو چکے تھے، عاقب نے آہستہ سے اپنی بیوی کا موبائل اٹھایا۔دل عجیب سی بے چینی سے دھڑک رہا تھا۔اس نے فون کھولا، اور اچانک اس کی نظر کال ریکارڈنگز پر پڑی۔اس نے ایک ریکارڈنگ چلائی۔چند لمحوں بعد اس کا چہرہ زرد پڑنے لگا۔

دوسری ریکارڈنگ،،،

پھر تیسری،،

ہر ریکارڈنگ میں وہ کسی اور مرد سے ہنستے ہوئے بات کر رہی تھی۔

کسی سے ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ،

کسی سے رازدارانہ باتیں۔۔

عاقب کے ہاتھ کانپنے لگے۔

موبائل اس کے ہاتھ سے تقریباً چھوٹ گیا۔وہ وہیں بستر کے کنارے بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

اس کی سانسیں بھاری ہو گئی تھیں۔

آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔

چند لمحے بعد وہ اٹھا اور سیدھا اپنی ماں کے کمرے میں چلا گیا۔ماں ابھی جاگ رہی تھیں۔عاقب کی حالت دیکھ کر وہ گھبرا گئیں۔

"کیا ہوا بیٹا"؟

عاقب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولا،

"یہ،یہی تھی نا آپ کی پسند،امی"؟

ماں حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگیں۔عاقب کی آواز بھرّا گئی۔

"میں نے سوچا تھا،اپنے ہی خاندان کی لڑکی ہے،حیا والی ہو گی، باادب ہو گی"۔

اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہتے جا رہے تھے۔

"لیکن امی،یہ تو بے حیا نکلی"۔۔

ماں ساکت ہو کر بیٹے کی باتیں سنتی رہ گئیں۔عاقب نے درد بھرے لہجے میں کہا،

"آپ سب نے مل کر،میری زندگی تباہ کر دی امی"۔

یہ کہتے ہوئے وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اب میں کیا کروں اس کے ساتھ"۔۔؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آواز ٹوٹ گئی۔ کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ صرف عاقب کے آنسوؤں کے گرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور ایک ماں اپنے بیٹے کی ٹوٹی ہوئی حالت دیکھ کر خاموشی سے رو رہی تھی۔۔۔

رمضان المبارک کی آمد میں اب چند ہی دن باقی رہ گئے تھے۔ شعبان کے آخری دن خاموشی سے گزر رہے تھے اور ہر طرف ایک روحانی سی کیفیت محسوس ہونے لگی تھی۔ انہی دنوں شفا نے اپنی امی سے اجازت لی اور اپنے گاؤں جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں وہ بچیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم کروا رہی تھی جس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی، اور آج اس کا افتتاح ہونا تھا۔

گاؤں کی مٹی کی خوشبو، سادہ لوگوں کی محبت اور سکون بھرا ماحول شفا کے دل کو عجیب سی راحت دے رہا تھا۔ اس کے دل میں ایک اور خواہش بھی تھی۔ وہ فاطمہ طیب سے ملنا چاہتی تھی، جنہوں نے اس کی زندگی میں قرآن کی روشنی متعارف کروائی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد شفا فاطمہ طیب کے گھر کے صحن میں بیٹھی تھی۔نرم دھوپ صحن میں پھیلی ہوئی تھی اور ہلکی سی ہوا چل رہی تھی۔

شفا نے مسکراتے ہوئے کہا،

"بھابی، جب سے میں نے قرآن کو سمجھ کر پڑھنا شروع کیا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے، تب سے دنیا کی خواہشات بہت پیچھے رہ گئی ہیں۔اب دل کو وہ چیزیں اتنی اہم نہیں لگتیں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فاطمہ طیب نے محبت بھری نگاہوں سے شفا کو دیکھا اور آہستہ سے بولیں،

"ایسا ہی ہوتا ہے شفا۔ جب انسان اللہ سے جڑ جاتا ہے تو دنیا اسے متاثر نہیں کر پاتی۔ انسان اپنی حقیقت کو پہچان لیتا ہے، اور حقیقت یہی ہے کہ ایک دن ہمیں اپنے رب کے سامنے اپنے اعمال کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔

یہی سوچ انسان کے دل میں خوف بھی پیدا کرتی ہے اور اسے بے حیائی اور برے کاموں سے روکنے لگتی ہے۔ اللہ کو ماننے والے اپنے نفس کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں"۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

شفا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں بھابی، میں اب یہ سب سیکھ چکی ہوں۔ مجھے رمضان المبارک کا شدت سے انتظار ہے۔ یہ مہینہ اللہ کا خاص مہینہ ہے اور اس میں دل کو عجیب سا سکون ملتا ہے۔

لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی، باقی مہینے بھی تو ہوتے ہیں، پھر رمضان میں اتنا اطمینان اور سکون کیوں محسوس ہوتا ہے"؟

فاطمہ طیب مسکرائیں اور نرمی سے بولیں،

"شفا، رمضان میں سکون اس لیے آتا ہے کیونکہ اس مہینے میں ہم اپنی روح کی غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ ہم وہ کام کرنے لگتے ہیں جس کے لیے اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔

ہم عبادت کرتے ہیں، برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ کے حکم مانتے ہیں۔ جب انسان اپنی اصل مقصد کی طرف لوٹ آتا ہے تو اس کے دل میں سکون خود بخود اترنے لگتا ہے۔ یہی رمضان کی اصل خوبصورتی ہے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا کی آنکھوں میں تشکر کی چمک آ گئی۔ وہ بولی،

"بہت شکریہ بھابی۔ آپ میری زندگی میں کسی روشنی سے کم نہیں ہیں۔ آپ نے مجھے قرآن کی روشنی دی، جس کے ذریعے میں اپنے رب تک پہنچ سکی۔

اللہ پاک آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اور سلامت رکھے، آمین"۔

کچھ دیر بعد گاؤں کی عورتیں، بچیاں اور بچے مدرسے کے باہر جمع ہو چکے تھے۔ آج اس نئے مدرسے کا افتتاح ہونا تھا۔ ہر طرف خوشی اور امید کا ماحول تھا۔

فاطمہ طیب، شفا اور گاؤں کی چند بزرگ خواتین نے مل کر مدرسے کا افتتاح کیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا، بچوں کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

کچھ دیر بعد شفا سب کے سامنے کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور دل میں اخلاص تھا۔

وہ بولی،

''میں آپ سب سے صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔ اپنے بچوں کو دین ضرور سکھائیں۔ بچپن ہی سے انہیں قرآنِ پاک ترجمے کے ساتھ پڑھنا سکھائیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہیں بتائیں کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے، اللہ نے ہمیں کس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، دنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے۔

انہیں یہ بھی سکھائیں کہ اللہ نے کن کاموں سے منع فرمایا ہے اور اللہ کی حدود کون سی ہیں جنہیں ہم پار نہیں کر سکتے۔

خاص طور پر جنت کے بارے میں بتائیں، تاکہ ہم اپنے اعمال درست کریں اور اس امید کے ساتھ زندگی گزاریں کہ ایک دن ہم اپنے رب کے سامنے حاضر ہوں گے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کچھ لمحے رکی، پھر نرمی سے بولی،

"اور میں ان خواتین سے بھی کہنا چاہتی ہوں جن سے زندگی میں کوئی گناہ ہو چکا ہے، اگر آپ اپنے کیے پر پچھتا رہی ہیں تو اپنے رب کی طرف لوٹ آئیں۔ ابھی بھی واپسی کا وقت ہے۔

توبہ کا دروازہ ابھی بھی کھلا ہے۔لوگوں کے طعنوں سے مت ڈریں۔یہ دنیا اور یہ لوگ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہتے رہیں گے۔

لیکن اللہ ایسا رب ہے جو ہمیں بغیر کسی شرط کے قبول کر لیتا ہے۔چاہے ہم کتنے ہی گناہ لے کر اس کے پاس جائیں، بس ایک سچے آنسو کے گرنے کی دیر ہوتی ہے اور وہ راضی ہو جاتا ہے۔

بس ہمیں سچے دل سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔اپنی زندگیوں کو سنواریں، اسلام کے راستے پر چلیں، اور خوش رہیں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کی باتیں سن کر بہت سی عورتوں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

تقریب کے بعد شفا نے سب لوگوں سے محبت سے ملاقات کی۔پھر اس نے فاطمہ طیب سے گلے مل کر اجازت لی۔

گاؤں کی گلیوں میں شام کی نرم روشنی پھیلنے لگی تھی جب شفا واپس روانہ ہوئی۔

اس کے دل میں سکون تھا، اور ہونٹوں پر ایک خاموش دعا۔۔۔

گاؤں سے واپسی کے بعد جب شفا اپنے گھر پہنچی تو دروازے کے اندر قدم رکھتے ہی اسے غیر معمولی سی چہل پہل محسوس ہوئی۔ گھر میں ہلکی ہلکی باتوں کی آوازیں، ہنسی کی کھنک اور مہمانوں کی موجودگی کا احساس صاف جھلک رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شفا نے اندر آکر دیکھا تو صحن میں سب جمع تھے۔ ثناء اپنی پوری فیملی کے ساتھ آئی ہوئی تھی اور مراد بھی اپنی امی کے ساتھ موجود تھا۔ ماحول میں ایک خاموش سی خوشی پھیلی ہوئی تھی۔

شفا نے آگے بڑھ کر سب کو آداب عرض کیا۔سب نے محبت سے اس کا جواب دیا۔وہ کچھ دیر وہیں سب کے ساتھ بیٹھی رہی، پھر خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

اس کے پیچھے پیچھے ثناء اور شفا کی امی بھی کمرے میں آ گئیں۔

کمرے میں آکر شفا نے آہستگی سے اپنا نقاب اتارا اور تازہ دم ہونے کے لیے واش روم کی طرف چلی گئی۔چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو اس نے دیکھا کہ ثناء اور اس کی امی بستر پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

شفا کی امی نے نرمی سے اسے اپنے پاس بٹھایا۔ان کی آواز میں ہلکی سی سنجیدگی تھی۔

"شفا بیٹا، ایک بات پوچھنی تھی تم سے"۔

شفا نے خاموش نظروں سے اپنی امی کی طرف دیکھا۔

انہوں نے آہستہ سے کہا،

"بیٹا، شادی کے بارے میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

یہ سن کر شفا چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس کی نظریں جھک گئیں۔

تبھی ثناء نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نرمی سے بولی،

"شفا، مراد بھائی بہت اچھے انسان ہیں۔ انہوں نے تمہارے لیے اپنی خواہش ظاہر کی ہے۔ وہ تمہیں بہت خوش رکھیں گے۔

تم جانتی ہو، وہ ایسے انسان ہیں جن کے دل میں اللہ کا خوف بھی ہے اور اللہ سے محبت بھی۔

مجھے یقین ہے تم دونوں ایک ساتھ بہت خوش رہو گے۔"

شفا خاموشی سے دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

اسی لمحے دروازہ کھلا اور رحمان صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

انہوں نے اندر آتے ہی کہا،

"میری بیٹی کی جو مرضی ہوگی، وہی ہوگا۔ تم لوگ اسے کسی بات پر مجبور نہیں کروگے"۔

یہ کہتے ہوئے وہ شفا کے قریب آئے اور محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

اس لمحے شفا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ اپنے ابو کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولی،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ابو، میرے لیے آپ جو بھی فیصلہ کریں گے، میں اس پر راضی رہوں گی"۔

یہ سنتے ہی شفا کی امی کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ وہ آگے بڑھیں اور پیار سے شفا کی پیشانی چوم لی۔

ثنا نے بھی جذباتی ہو کر شفا کو گلے لگا لیا۔

شفا کے ابو خاموشی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔ تبھی شفا اچانک اپنے ابو سے لپٹ گئی اور اس کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔

وہ بچوں کی طرح رونے لگی۔

آج شاید پہلی بار اسے اپنے ماں باپ کے سامنے دل کھول کر رونے کا موقع ملا تھا۔

کمرے میں ایک عجیب سی جذباتی خاموشی چھا گئی تھی۔

کچھ دیر بعد سب نے خوشی سے اس رشتے پر رضامندی ظاہر کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

گھر میں فوراً مٹھائی منگوائی گئی اور خوشی کی خبر سب کو دی جانے لگی۔

جب ثناء نیچے صحن میں گئی اور سب کو بتایا کہ شفا اس رشتے کے لیے راضی ہو گئی ہے تو مراد کے دل میں بے اختیار شکر کا جذبہ جاگا۔

اس نے دل ہی دل میں کہا،

"الحمدللہ"۔۔

سب سے پہلے اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ہر طرف مبارکبادیں دی جارہی تھیں، دعائیں دی جارہی تھیں۔

اور اس سب کے بیچ شفا کے دل میں ایک خاموش سی دعا تھی،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کہ اللہ اس فیصلے میں برکت ڈال دے۔۔۔۔۔۔۔۔

رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا۔ گھر کے ماحول میں ایک عجیب سی روحانیت اور سکون اتر آیا تھا۔ ہر طرف عبادت، ذکر اور دعا کا رنگ نمایاں تھا۔ شفا نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی کہ

وہ ابھی صرف نکاح کرنا چاہتی ہے اور رخصتی کچھ عرصے بعد ہو۔ گھر والوں نے اس کی اس خواہش کو خوش دلی سے قبول کر لیا تھا۔ چنانچہ طے پایا کہ نکاح رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہوگا۔

اس رات سے کچھ دن پہلے کی بات تھی۔ رات کا آخری پہر تھا۔ فضا میں عجب سی خاموشی اور نورانیت تھی۔ شفا تہجد ادا کر چکی تھی۔ آنکھوں میں خشوع اور دل میں اللہ کی محبت کی نمی لیے اس نے سحری کی، پھر فجر کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد وہ اپنے کمرے کے ایک گوشے میں جائے نماز پر ہی بیٹھی رہی۔ سامنے کھلا ہوا قرآنِ پاک رکھا تھا۔

اس نے آہستہ سے تلاوت شروع کی۔

آج اس کی تلاوت سورۃ الضحیٰ تھی۔

نرم اور دھیمی آواز میں اس کے لبوں سے آیات ادا ہونے لگیں۔

"وَالضُّحَىٰ"

(قسم ہے چاشت کے وقت کی)

شفا نے ترجمہ پڑھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ دن کے روشن حصے کی قسم کھا کر انسان کو امید دلا رہے ہیں۔ جیسے رات کے بعد دن کی روشنی آتی ہے، ویسے ہی انسان کی زندگی کے اندھیروں کے بعد بھی روشنی ضرور آتی ہے۔

اس نے اگلی آیت پڑھی۔

"وَاللَّیۡلِ اِذَا سَجٰی"

(اور رات کی جب وہ چھا جائے)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تفسیر میں لکھا تھا کہ اللہ رات کی خاموشی اور سکون کی بھی قسم کھا رہے ہیں۔ شفا نے سوچا کہ جیسے رات میں ایک سکون ہوتا ہے، ویسے ہی اللہ بندے کے دل کو بھی سکون عطا کرتے ہیں۔

پھر اس کی نگاہ اگلی آیت پر گئی۔

"مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى"

)آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہوا ہے(

یہ آیت پڑھتے ہی شفا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اسے لگا جیسے یہ آیت اس کے دل سے مخاطب ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے آہستہ سے خود سے کہا

"یا اللہ، تو نے مجھے بھی تو نہیں چھوڑا"۔

ایک وقت تھا جب وہ دل کی بے چینیوں میں الجھی ہوئی تھی، جب دنیا کی کچھ خواہشات اسے اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ مگر پھر اللہ نے اسے قرآن کی طرف لوٹا دیا۔ اسے محسوس ہوا کہ واقعی اللہ اپنے بندے کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

اس نے آگے پڑھا۔

"وَلَلآخِرَةُ خَیرٌ لَکَ مِنَ الاُولَی"

(اور یقیناً آپ کے لیے آخرت دنیا سے بہتر ہے)

تفسیر میں لکھا تھا کہ اصل کامیابی دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے۔ شفا کے دل میں یہ بات اترتی چلی گئی کہ انسان اگر دنیا کی ہر کامیابی پالے مگر آخرت کھو دے تو سب کچھ بے معنی ہو جاتا ہے۔

پھر اس نے اگلی آیت پڑھی۔

"وَلَسَوفَ یُعطِیکَ رَبُّکَ فَتَرضَی"

(اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ پڑھ کر شفا کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔اس نے دل میں سوچا کہ اللہ اپنے بندوں کو کبھی محروم نہیں کرتا۔اگر انسان اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے ایسی نعمتیں دیتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پھر وہ آگے بڑھ کر تلاوت کرنے لگی۔

"أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ"

(کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور پھر آپ کو ٹھکانہ دیا)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ"

(اور اس نے آپ کو راہ سے ناواقف پایا تو ہدایت دی)

"وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ"

(اور اس نے آپ کو محتاج پایا تو غنی کر دیا)

شفا نے تفسیر پڑھتے ہوئے محسوس کیا کہ اللہ اپنے بندوں کو ان کی کمزوریوں میں بھی سنبھالتا ہے۔ وہی راستہ دکھاتا ہے، وہی سہارا دیتا ہے۔

اس نے آہستہ سے آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے دل میں ایک عجیب سی طمانیت اترنے لگی۔

پھر آخری آیات پر اس کی نظر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡہَرۡ"

(پس یتیم پر سختی نہ کرو)

"وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ"

)اور مانگنے والے کو جھڑکو نہیں(

"وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّث"

)اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہو(

یہ آیات پڑھ کر شفا کے دل میں ایک عزم جاگا۔ اسے لگا کہ اللہ نے اسے جو سکون دیا ہے، جو ہدایت دی ہے، وہ صرف اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں تک بھی پہنچانی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے قرآن بند کیا اور خاموشی سے بیٹھ گئی۔

پھر اس نے اس سورت پر تدبر کیا۔

اس نے سوچا کہ سورۃ الضحیٰ دراصل امید کی سورت ہے۔ یہ سورت انسان کو یہ یقین دلاتی ہے کہ زندگی کے اندھیرے عارضی ہوتے ہیں۔ اللہ اپنے بندے کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ اگر

کبھی انسان کو لگے کہ اس کی دعائیں قبول نہیں ہو رہیں یا زندگی میں مشکلات بڑھ گئی ہیں تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ کی رحمت ہمیشہ بندے کے ساتھ ہوتی ہے۔

شفا کے دل میں یہ احساس اور بھی گہرا ہو گیا کہ اس کی زندگی میں جو تبدیلی آئی ہے، وہ اللہ کی رحمت ہی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو وہ بھی دنیا کی بے مقصد خواہشوں میں گم رہ جاتی، مگر اس نے اسے قرآن کی روشنی دے دی۔

اس نے سر جھکا کر آہستہ سے دعا کی۔

"یا اللہ، جس طرح تو نے مجھے اپنی طرف لوٹنے کا راستہ دکھایا ہے، اسی طرح میرے دل کو ہمیشہ اپنے دین پر قائم رکھنا"۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑکی سے آتی ہوئی فجر کی ہلکی روشنی کمرے میں پھیل رہی تھی۔

شفا کے دل میں ایک عجیب سی سکون بھری مسکراہٹ تھی۔اسے محسوس ہو رہا تھا کہ واقعی اللہ اپنے بندے کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رمضان المبارک کے دن سکون اور برکت کے ساتھ گزرتے جا رہے تھے۔ہر گزرتے دن کے ساتھ شفا کے دل میں اطمینان بڑھتا جا رہا تھا۔وہ اپنی فیملی کے ساتھ خوش تھی۔رمضان کی راتوں میں وہ دیر تک عبادت کرتی، تہجد ادا کرتی، قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی اور اپنے رب کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتی۔آہستہ آہستہ اس کی روح کی تھکن دور ہونے لگی تھی، جیسے اللہ نے اس کے دل پر سکون کی چادر ڈال دی ہو۔

آخر کار نکاح کا دن بھی آ پہنچا جس کا سب کو انتظار تھا۔افطار کے بعد گھر میں ایک روحانی سی خوشی پھیل گئی تھی۔سادگی مگر خوبصورتی کے ساتھ نکاح کی تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔ کمرے کے درمیان میں سفید اور ہلکے گلابی پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

شفا کو نہایت خوبصورت لباس پہنایا گیا تھا۔ہلکے سنہری کام والا لباس،اور اس کے اوپر سرخ دوپٹہ رکھا گیا تھا۔اس کے چہرے پر شرم، سکون اور حیا کا حسین امتزاج تھا۔

دوسری طرف مراد بھی اپنے نکاح پر بے حد خوش تھا۔اس کے چہرے پر خوشی صاف جھلک رہی تھی۔

حیا اور حنا کو مراد بہت پسند تھا،اس لیے وہ اسی کے پاس بیٹھی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔ مراد بھی ان کی باتوں کا مسکرا کر جواب دے رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں نکاح کے بول پڑھائے گئے۔

قاضی صاحب نے سوال کیا۔

"مراد خان بن کبیر خان، کیا آپ کو شفا رحمان بنت رحمان کریم سے نکاح قبول ہے؟"

مراد کی آواز پُر اعتماد اور خوشی سے بھری ہوئی تھی۔

"قبول ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

تین مرتبہ اس نے پورے یقین کے ساتھ یہ الفاظ ادا کیے۔

پھر شفا سے پوچھا گیا۔

اس نے نظریں جھکائے، دھیمی آواز میں مگر دل کے پورے یقین کے ساتھ کہا۔

"قبول ہے۔"

یوں دونوں نے دل سے اس رشتے کو قبول کر لیا۔

نکاح مکمل ہوتے ہی ہر طرف سے مبارک باد کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

"ماشاءاللہ!"

"اللہ خوش رکھے!"

"مبارک ہو!"

دونوں کو ایک ساتھ بٹھایا گیا۔ مراد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ بار بار دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا۔

مہمان اپنی باتوں میں مصروف تھے کہ شفا نے آہستہ سے کہا،

"مراد، مجھے نماز پڑھنی ہے۔ دس بج گئے ہیں، اور عبادت بھی کرنی ہے۔ کیا میں یہاں سے جا سکتی ہوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مراد نے اس کی بات سن کر مسکرا دیا۔

"بالکل، آپ جا سکتی ہیں۔ بلکہ، اگر اجازت دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

یہ سن کر شفا نے نظریں جھکا لیں۔

مراد نے اپنی امی اور شفا کی امی سے اجازت لی۔ پھر آہستہ سے شفا کا ہاتھ تھام کر اسے کمرے کی طرف لے گیا۔

کمرے میں آکر شفا نے کچھ دیر لی۔ وہ اپنے بھاری کپڑے اتار کر ہلکے سفید لباس میں آئی اور تازہ دم ہو کر باہر نکلی۔ اتنی دیر میں مراد وضو کرنے چلا گیا تھا۔

جب وہ واپس آیا تو دونوں نے ایک ساتھ جائے نماز بچھائی اور خاموشی کے ساتھ نماز ادا کی۔

نماز کے بعد دونوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ دعا ختم ہوئی تو شفا اٹھنے لگی، مگر مراد نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا اور اسے روک لیا۔

پھر آہستہ سے بولا،

"ذرا بیٹھیں۔"

شفا خاموشی سے بیٹھ گئی۔

مراد اس کی طرف دیکھ کر بولا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آپ بہت خوبصورت ہیں، شفا، اپنے کردار کی طرح۔ میں واقعی بہت خوش قسمت ہوں کہ اللہ نے مجھے آپ جیسی بیوی عطا کی۔ جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کروں، کم ہے۔"

یہ سن کر شفا کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

مراد نے حیرانی سے اسے دیکھا اور ہنستے ہوئے بولا،

"یا اللہ! آپ مسکراتی بھی ہیں؟ مجھے تو لگا تھا کہ آپ کو صرف ضد کرنا اور غصہ کرنا ہی آتا ہے۔"

شفا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

"آپ کی حرکتیں ہی ایسی تھیں کہ ویسا برتاؤ کرنا پڑتا تھا۔"

مراد ہنس پڑا۔

پھر سنجیدہ ہو کر اس نے پوچھا،

"ایک بات پوچھوں؟ کیا آپ اس رشتے سے خوش ہیں؟"

شفا نے آہستہ سے جواب دیا،

"بہت خوش ہوں، کیونکہ یہ میرے اللہ کی رضا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔

پھر شفا نے دھیمی آواز میں کہا،

"مراد، آپ بہت اچھے انسان ہیں۔ نیک بھی ہیں، صالح بھی۔ کیا آپ جنت میں بھی مجھے ہی اپنا ساتھی چنیں گے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مراد نے فوراً جواب دیا،

"یہ دنیا ہو یا جنت، میں ہمیشہ آپ کو ہی چنوں گا۔ اور بے انتہا محبت کروں گا۔"

شفا کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

اس نے آہستہ سے کہا،

"پھر اگر مجھے جنت نصیب ہوئی، تو میں وہاں آپ کا بے تابی سے انتظار کروں گی، مراد۔"

مراد نے فوراً اُس کی بات روکتے ہوئے کہا،

"ہم جنت میں بھی ساتھ ہونگے شفا۔ انشاءاللہ۔ میں ابھی آپ کے ساتھ یہ زندگی جینا چاہتا ہوں۔"

پھر مسکراتے ہوئے بولا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے ہمارے لیے عمرے کی ٹکٹس کرانی ہیں۔ جب آپ رخصتی کے لیے راضی ہوں گی، ہم سب سے پہلے وہیں جائیں گے۔"

شفا کے لبوں پر سکون بھری مسکراہٹ آگئی۔

"میں بھی ان لمحوں کی منتظر رہوں گی، جب ہم ساتھ ہوں گے۔"

مراد کچھ دیر اس سے باتیں کرتا رہا، پھر آہستہ سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے سے نکلتے ہوئے اس کے دل میں ایک ہی شکر تھا۔

الحمدللہ،

اللہ نے اسے وہ نعمت عطا کر دی تھی جس کے لیے وہ دعا کر رہا تھا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نکاح کی وہ رات شفا کے دل میں ایک عجیب سا سکون لے کر آئی تھی۔ ایسا سکون جو شاید برسوں کی بے چینی کے بعد نصیب ہوا تھا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پھر سے گھر کی عورتیں اور لڑکیاں شفا کے کمرے میں آ گئیں۔ کوئی اس سے باتیں کر رہی تھی، کوئی ہنسی مذاق کر رہی تھی، کوئی اس کے لباس کی تعریف کر رہی تھی۔ کمرہ قہقہوں اور خوشگوار آوازوں سے بھر گیا تھا۔

شفا سب کو خوش دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہو رہی تھی۔

اسی دوران اس کی نظر اپنے امی ابو پر پڑی جو دروازے کے قریب بیٹھے مسکرا رہے تھے۔ان کے چہروں پر سکون اور خوشی دیکھ کر شفا کے دل کو ایک عجیب سی تسلی ملی۔اسے لگا جیسے آج اس نے واقعی اپنے والدین کے دل کو خوش کر دیا ہو۔

دوسری طرف حیا اور حنا بھی اپنی مستی میں مصروف تھیں۔ کبھی شفا کو چھیڑتیں، کبھی مراد کے بارے میں مذاق کرتیں اور خود ہی ہنسنے لگتیں۔

Clubb of Quality Content!

ثناء بھی کچھ دیر تک سب کے ساتھ بیٹھی رہی، مگر وہ حاملہ تھی اور اس کی طبیعت زیادہ دیر بیٹھنے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔اس نے چند باتیں کیں، مسکرا کر شفا کو دیکھا اور آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شفا، میں ذرا آرام کرنے جا رہی ہوں۔ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

شفا نے فکرمندی سے اسے دیکھا اور کہا،

"تم آرام کرو۔ اللہ آپ کو صحت دے۔"

ثناء ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

ادھر وقت بھی بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ سحری کا وقت قریب آ رہا تھا، اس لیے حنا اور حیا بھی شفا کو گلے لگا کر رخصت ہو گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اب ہم چلتے ہیں، سحری کا وقت ہو گیا ہے۔"

پھر دادی آگے بڑھیں۔ انہوں نے محبت سے اپنی نواسی کو سینے سے لگا لیا، اس کے ماتھے کو چوما اور دعائیں دیتی ہوئی آہستہ آہستہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

آخر میں شازیہ اور رحمان صاحب بھی اپنی بیٹی کے پاس بیٹھے تھے۔رحمان صاحب نے شفا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتے رہے، جیسے اپنی بیٹی کو اس نئے سفر کے لیے دل ہی دل میں دعائیں دے رہے ہوں۔

پھر شازیہ نے محبت سے شفا کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خوش رہو بیٹا، اللہ تمہیں ہمیشہ آباد رکھے۔"

یہ کہہ کر وہ دونوں بھی وہاں سے اٹھ گئے۔کمرہ آہستہ آہستہ خالی ہو گیا۔

کچھ دیر بعد شفا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔اس نے وضو کیا اور جائے نماز بچھا کر تہجد کی نماز ادا کرنے لگی۔

رات کی خاموشی میں اس کی دعاؤں کی سرگوشیاں گونج رہی تھیں۔

نماز کے بعد وہ باہر آگئی جہاں سب لوگ سحری کر رہے تھے۔ میز کے گرد سب اکٹھے بیٹھے تھے۔ کوئی بات کر رہا تھا، کوئی ہنس رہا تھا، کوئی کسی کو چھیڑ رہا تھا۔

اس ماحول میں ایک گھریلو محبت اور اپنائیت محسوس ہو رہی تھی۔

شفا بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ سب نے مل کر سحری کی۔ ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہیں۔

کچھ ہی دیر میں نمازِ فجر کا وقت ہو گیا۔

شفا آہستہ سے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

مگر جیسے ہی وہ کمرے کی طرف جا رہی تھی، اچانک اس کے ذہن میں ایک پرانی یاد بجلی کی طرح چمکی۔ عاقب کی باتیں، اس کے رویے، سب کچھ اچانک ذہن میں ابھر آیا۔

شفا رک سی گئی۔ اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیا۔

اسی لمحے اسے ثناء کے ساتھ کی گئی وہ گفتگو یاد آگئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفا کی آواز میں اس وقت درد بھرا ہوا تھا۔

"میں اس انسان کو اب کبھی اپنے سامنے نہیں دیکھنا چاہتی، جس کی وجہ سے میں نے خود کو اتنی اذیت دی۔"

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میں نے خود کو اس کے لیے بے مول کر دیا، اور وہ شخص میری عزت بھی نہ کر سکا۔ اس نے ہمیشہ میری ناقدری کی، میری محبت کو غلط سمجھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ثناء نے آہستہ سے کہا تھا،

"سب کچھ بھول جاؤ شفا۔"

شفا نے نم آنکھوں سے جواب دیا تھا،

"میں سب کچھ بھول ہی چکی ہوں، لیکن میں نے جو ظلم اپنے ساتھ کیا، وہ چاہ کر بھی میرے ذہن سے نہیں نکلتا۔"

اس کی آواز ٹوٹنے لگی تھی۔

"میں اپنی قصوروار خود ہوں، میں خود اپنے لیے ظالم بن گئی۔"

وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔

"میں ایک نامحرم کے پیچھے بھاگتی رہی، اس کی چاہت کے لیے اس کے لیے سب کچھ کرتی رہی، جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

پھر اس نے ثناء کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"بس دعا کرو ثناء، کہ اللہ مجھے بخش دے۔ میری توبہ قبول ہو جائے۔"

اس کی آواز رونے سے بھاری ہو گئی تھی۔

"میری توبہ قبول ہو جائے، مجھے سکون مل جائے، میری روح کو سکون مل جائے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ سن کر شناء نے اسے اپنے گلے سے لگالیا تھا۔

وہی تمام باتیں اس وقت شفا کے ذہن میں گونج رہی تھیں۔ شفا کمرے کے دروازے تک پہنچی اور کچھ لمحوں کے لیے خاموش کھڑی رہ گئی۔

پھر اس نے آہستہ سے آنکھیں بند کیں اور دل ہی دل میں دعا مانگی۔

"یا اللہ، میری توبہ قبول فرمادے۔

میرے دل کو سکون عطا کر دے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور پھر وہ آہستہ سے اپنے کمرے کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔

شفا ابھی جائے نماز اٹھا ہی رہی تھی کہ دروازہ آہستہ سے کھلا اور شازیہ کمرے میں داخل ہو گئیں۔ کمرے میں ہلکی سی خاموشی تھی۔ باہر فجر کی اذان کے بعد کا پر سکون ماحول تھا۔

شازیہ نے نرمی سے کہا،

''شفا بیٹا، پہلے نماز پڑھ لو، پھر ذرا ثناء کے کمرے میں چلی جانا۔ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔''

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر وہ آہستہ سے بولیں،

''میں تمہاری چچی سے بھی کہتی ہوں کہ وہ اس کے پاس چلی جائیں، شاید وہ بھی ابھی نماز پڑھ رہی ہوں گی اور ثناء بھی شاید نماز پڑھنے لگی ہو۔۔''

شفا نے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔ان کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح محبت اور فکر صاف جھلک رہی تھی۔

شفا آہستہ آہستہ ان کے قریب آئی۔اس نے محبت سے اپنی ماں کا ہاتھ تھاما اور احترام سے اسے چوم لیا۔

پھر دھیمی آواز میں بولی،

"امی،آپ بہت اچھی ہیں۔"

شازیہ کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ آ گئی۔انہوں نے پیار سے شفا کے سر پر ہاتھ رکھا اور بڑے مان سے کہا،

"اور تم،میری سب سے اچھی اور پیاری بیٹی ہو۔"

یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں ممتا کی چمک آ گئی۔

کچھ لمحے وہ اپنی بیٹی کو محبت سے دیکھتی رہیں،پھر آہستہ سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔دروازہ بند ہوتے ہی کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔

Clubb of Quality Content!

شفا نے گہری سانس لی، جائے نماز دوبارہ بچھائی اور قبلہ رخ کھڑی ہو گئی۔ اس نے دل کو یکسو کیا اور نماز پڑھنے لگی۔

اس کی آواز دھیمی تھی، مگر اس کے دل میں ایک عجیب سا سکون اتر رہا تھا، جیسے ہر سجدے کے ساتھ اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہوتا جا رہا ہو۔

گھر کے ایک کمرے میں مدھم سی روشنی جل رہی تھی۔ اسی نرم روشنی میں ایک وجود جائے نماز پر سجدے کی حالت میں تھا۔ پیشانی زمین سے لگی ہوئی، جیسے بندہ اپنے رب کے حضور آخری بار جھک گیا ہو۔ کمرے میں ایسی خاموشی تھی جیسے وقت خود سانس روکے کھڑا ہو۔

کافی دیر بیت گئی۔

باہر سے ماں کی محبت بھری آواز آئی،

"بیٹا۔؟"

کوئی جواب نہ آیا۔

وہ یہی سمجھتی رہی کہ عبادت میں محو ہو گی۔ مگر جب خاموشی نے دل پر دستک دی تو وہ آہستہ قدموں سے اندر آئی۔ قریب بیٹھی، نرمی سے کندھا ہلایا۔

اگلے ہی لمحے جسم بے جان سا ایک طرف ڈھلک گیا۔

ایک پل کو فضا سن ہو گئی۔

پھر ماں کے حلق سے نکلی چیخ نے سکوت کو چیر دیا۔

وہ چیخ دیواروں سے ٹکرا کر صحن، دروازے اور آنگن میں بکھر گئی۔ لوگ بھاگتے ہوئے اندر آئے، کوئی پانی لایا، کوئی کلمہ پڑھنے لگا، کوئی نام لے کر پکارنے لگا۔

مگر چہرے پر عجیب سا سکون پھیلا ہوا تھا۔

جیسے دنیا کی تھکن ختم ہو چکی ہو۔

یوں محسوس ہوتا تھا

وہ سجدے سے گری نہیں،،

بلکہ سجدے ہی سے بلند کر لی گئی ہو۔۔

گھر کے درمیان سفید چادر بچھائی گئی تھی، اور اس کے اوپر سفید کفن میں لپٹا ہوا شفا کا بے جان وجود رکھا تھا۔

اب وہ اس دنیا سے لاتعلق ہو چکی تھی۔

چند گھنٹے پہلے تک وہ ہنستی بولتی سب کے درمیان موجود تھی، مگر اب ہر طرف خاموشی، آہیں اور رونے کی آوازیں تھیں۔ گھر کے ہر کونے میں غم پھیلا ہوا تھا۔ ماں کا برا حال تھا۔

وہ بار بار شفا کے چہرے کو دیکھتی اور زاروقطار رونے لگتی۔

باپ نڈھال ہو چکا تھا۔ رحمان صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر زبان خاموش تھی۔ جیسے صدمہ ان کی آواز بھی ساتھ لے گیا ہو۔

بہنیں روئے جا رہی تھیں۔

Clubb of Quality Content!

ہر چہرہ اس جدائی کے دکھ سے ٹوٹا ہوا تھا۔ شفا کی ماں کے ذہن میں اچانک ایک پرانی بات گونجنے لگی۔

وہ دن یاد آنے لگا جب شفا ہمیشہ سفید لباس پہنا کرتی تھی۔

شازیہ نے اس دن پیار سے کہا تھا،

''ارے بیٹا، تم ہمیشہ سفید رنگ ہی کیوں پہنتی ہو؟ کبھی کوئی اور رنگ بھی پہنا کرو، اچھا لگے گا۔''

شفا نے مسکرا کر جواب دیا تھا،

''نہیں امی، یہ سفید رنگ مجھے میری حیثیت یاد دلاتا ہے۔''

شازیہ نے حیرانی سے پوچھا،

''کیسی حیثیت؟''

شفا کی آواز میں عجب سنجیدگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی،، یہ سفید رنگ مجھے سفید کفن یاد دلاتا ہے۔ مجھے یاد دلاتا ہے کہ ایک دن مجھے اسی رنگ میں اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔"

وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔

"اور میں چاہتی ہوں کہ یہ رنگ مجھے گناہوں سے روکے رکھے، مجھے ہر وقت احساس رہے کہ میں نے اعمال اچھے کرنے ہیں، تاکہ میں خود کو اللہ کے سامنے پیش ہونے کے قابل بنا سکوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شازیہ نے فوراً کہا تھا،

"بیٹا ایسی باتیں نہیں کرتے، پتا نہیں کیسی باتیں کرنے لگی ہو۔"

مگر آج،

آج واقعی شفا اسی سفید رنگ میں اپنے رب کے حضور جانے کے لیے تیار تھی۔

اس کا بے جان وجود سب کے لیے قیامت کی طرح تھا۔

وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ اس کی روح تھک چکی ہے، اسے سکون کی ضرورت ہے۔

جب وہ موت کی بات کرتی تو سب اسے فوراً روک دیتے۔ ایسا نہیں کہتے،، موت نہیں مانگی جاتی۔

تب شفا نے ایک اور دعا مانگنی شروع کر دی تھی۔

وہ کہتی تھی، جس دن میری توبہ قبول ہو جائے، اسی دن مجھے موت آ جائے۔،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی ایک اور خواہش بھی تھی۔

اللہ کرے، رمضان میں مجھے موت نصیب ہو، اور میں نماز کے سجدے میں ہوں۔

اور آج،

آج اس کی وہ سب دعائیں پوری ہو چکی تھیں۔ وہ نماز کے سجدے میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئی تھی۔

اس کی روح کو وہ سکون مل چکا تھا جس کی وہ مدتوں سے طلبگار تھی۔

صبح ہوتے ہی ہر طرف خبر پھیل گئی۔

"اے سی شفا رحمان کا انتقال ہو گیا ہے۔"

لوگ جوق در جوق گھر آنے لگے۔

اسی ہلچل کے دوران اچانک دروازہ زور سے کھلا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

مراد، گھبراہٹ میں تیزی سے اندر آیا تھا۔

اسے جیسے ہی سامنے سفید کفن میں لپٹی شفا نظر آئی،اس کے قدم وہیں رک گئے۔جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔اس کے دل کی دھڑکن بے قابو ہونے لگی۔

اس نے تو ابھی بہت کچھ سوچا تھا،

شفا کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب دیکھے تھے۔

اس کے ساتھ ہنسنا، باتیں کرنا، سفر کرنا۔

مگر ایک لمحے میں سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔ مراد پوری طرح ٹوٹ چکا تھا۔

کچھ سال بعد،

گھر میں ایک معصوم آواز گونج رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ماماااا، نہیں کھانا مجھے!"

ثناء کی بیٹی نے اسے بری طرح تھکا رکھا تھا۔ اسے کھانا کھلانے کے لیے ثناء کو اس کے پیچھے پیچھے بھاگنا پڑ رہا تھا۔

ثناء نے تھک کر کہا،

"شفا بیٹا، آجاؤ یہاں بیٹھ کر کھانا کھا لو۔"

چھوٹی سی بچی ہنستی ہوئی بولی،

"نہیں ماما، مجھے ایسے چلتے پھرتے کھانے میں زیادہ مزہ آتا ہے، جب آپ میرے پیچھے بھاگتی ہیں۔"

یہ منظر دیکھ کر ثناء کا شوہر کامل مسکرا رہا تھا۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور مراد اندر آیا۔

چھوٹی شفا فوراً بھاگ کر اس کے گلے لگ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چاچو آ گئے، میں آپ کا انتظار کر رہی تھی، اور میری چاکلیٹ کہاں ہے؟"

وہ معصومیت سے آنکھیں جھپکاتے ہوئے بولی۔ مراد نے مسکرا کر جیب سے چاکلیٹ نکالی۔

"ارے بھئی، میں سب کچھ بھول سکتا ہوں، مگر اپنی شفا کے لیے چاکلیٹ لانا کبھی نہیں بھول سکتا۔"

چھوٹی شفا خوشی سے چاکلیٹ لے کر اپنے کھلونوں کے پاس کھیلنے چلی گئی۔

اتنے میں ثناء اور کامل مراد کے پاس آ گئے۔

ثناء نے آہستہ سے کہا،

"مراد بھائی، آپ اپنی زندگی کے بارے میں کچھ سوچتے کیوں نہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کامل نے بھی کہا،

"ہاں یار، اتنے سال گزر گئے ہیں۔ اب اپنے لیے بھی کچھ سوچو، کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ لو۔"

مراد نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

"میں تو اپنی پیاری لڑکی کے پاس ہی جا رہا ہوں، سوچا پہلے آپ لوگوں سے ملتا چلوں۔"

پھر آہستہ سے بولا،

"ابھی ان کے پاس جانا ہے، انہیں بہت کچھ بتانا بھی ہے۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔"

پھر ہلکا سا ہنسا۔

"اور ثناء بھابھی، اگر انہیں پتا چل گیا کہ آپ مجھے کسی اور لڑکی کے بارے میں سوچنے کو کہہ رہی ہیں، تو وہ بہت غصہ کریں گی۔"

"اس لیے میں اب چلتا ہوں۔ اللہ حافظ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مراد کے جانے کے بعد ثناء اور کامل ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

ان کے دل میں اس کے لیے فکر تھی۔

مراد، شفا کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور قبر پر آہستہ آہستہ پھول بکھیر رہا تھا۔

اس کی آواز میں درد تھا۔

"میں نے سوچا تھا، کہ میں ہر روز آپ کے لیے پھول لایا کروں گا، اور آپ پھولوں کو دیکھ کر پھول کی طرح کھل اٹھیں گی۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔

پھر قبر کی طرف دیکھ کر بولا،

"شفا، آپ کو پتا ہے؟ جب سے آپ نے کہا تھا کہ آپ جنت میں میرا انتظار کریں گی، تب سے میں ہر دن اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے، جب میں بھی آپ کے پاس آسکوں ، میں آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرانا چاہتا۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کچھ دیر خاموش رہا۔

پھر آہستہ سے بولا،

"آپ کو پتا ہے آج کیا ہوا۔۔۔؟"

وہ یوں باتیں کر رہا تھا جیسے شفا واقعی اسے سن رہی ہو۔

ہوا ہلکی ہلکی چل رہی تھی، اور درختوں کے پتے سرسرانے لگے تھے۔

یہ دنیا کی زندگی، دراصل ایک دھوکا ہے، ایک فریب۔ یہاں سب کچھ عارضی ہے۔ خوشیاں بھی، غم بھی، لوگ بھی۔ اصل زندگی تو آخرت کی ہے، وہی سچی زندگی ہے، جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔۔

ہوا خاموش تھی،

مگر اس خاموشی میں بھی جیسے ایک سچ گونج رہا تھا۔

دنیا کی زندگی واقعی ایک دھوکا ہے،

اور آخرت ہی اصل حقیقت ہے۔۔۔۔

اختتام شد۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842